۷۸۶
سپہر امامت کے بارہ بروج
از
شیخ احمد حسین نواب پریانواں

مملوکہ و مقبوضہ کتاب ھذا

سید وحید حیدر رضوی

شیدآباد

پنجرپور کلوا ـ مظفرپور (بہار)

مورخہ جنوری ۲۷ سنہ ۹۱ء

قال اللہ تعالیٰ وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا

"نام کتاب"

سپہرِ امامت کے بارہ بروج

تالیف لطیف

جناب نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر O.B.E.

سابق مذہب اہلسنت لیڈر آف پریانواں

کھتی مذہب امامیہ شیعہ اثنا عشری اختیار کیا اور یہ کتاب تحریر کی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد

مطبع منشی نولکشور پریس لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ... سپہر امامت کے بارہ بروج

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فاتحۃ الکتاب
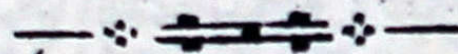
آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا لیکن ابھی اُس کی ہدایت افروز شعاعین حرا سے بیت الشرف ابو طالب ہی تک ضیا گستر تھین اور خدا کا رسول مصالح ایزدی کے مطابق ہنوز مخفی طور پر دعوت اسلام مین مصروف تھا ناگہان اس برگزیدہ بارگاہ صمدیت کو یہ الہام ہوا کہ

اَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(اے رسول تم اپنے قرابت دارون کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ

اور جو مومنین تمہارے پیرو ہوں اُن سے تواضع پیش آؤ)

اِس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے پر خدا کے حبیب نے اپنے تربیت کردہ بھائی علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو ڈراؤں اور تلقین اسلام کروں لہٰذا تم سامان ضیافت مہیا کرکے بنی عبدالمطلب کو جمع کرو تاکہ میں حکم الٰہی پہونچادوں حضرت علیؑ نے ارشاد نبوی کے مطابق سامان ضیافت مہیا کرکے بنی عبدالمطلب کو (جو تقریباً چالیس مرد تھے) جمع کیا اور جب وہ لوگ آسودگی کے ساتھ کھاپی چکے تو رسولؐ مقبول نے اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر پُرتنویر فرمائی کہ

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَدْ أَمَرَنِيَ اللّٰهُ أَنْ أَدْعُوَكُمْ إِلَيْهِ فَأَيُّكُمْ يُوَازِرُنِي عَلَىٰ هٰذَا الْأَمْرِ وَيَكُونُ أَخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيفَتِي فِيكُمْ فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ عَنْهَا جَمِيعًا۔

(یعنی) اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بہتری لایا ہوں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں اسکی طرف بلاؤں پس تم میں کون ایسا ہے جو اس باب میں میری مدد کرے اور کار تبلیغ

لے تفسیر ثعلبی و مغازی ابن اسحٰق و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنہ بغوی و تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی و تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی و دلائل النبوۃ بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا

مین میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ آنحضرت کا یہ کلام
بلاغت نظام سُن کر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس حقارت آمیز
خاموشی کا عالم دیکھ کر حضرت علیؑ نے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنَا وَزِیْرُکَ عَلَیْہِ قَالَ فَاَخَذَ بِرَقَبَتِیْ فَقَالَ
اِنَّ هٰذَا اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا
فَقَامَ الْقَوْمُ یَضْحَکُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لِاَبِیْ طَالِبٍ قَدْ اَمَرَکَ اَنْ
تَسْمَعَ لِعَلِیٍّ وَتُطِیْعَ (یعنے) علیؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ مین
کارِ تبلیغ مین آپ کی مدد کرنے اور آپ کا ہاتھ بٹانے کو حاضر
ہون یہ سُن کر جناب رسالت مآب نے حضرت علیؑ کی گردن پر
دستِ شفقت رکھا اور فرمایا کہ اے افرادِ قوم دیکھو یہ میرا
بھائی میرا وصی اور تم مین میرا خلیفہ ہے تم لوگ اس کا حکم سُنو
اور اس کی اطاعت کرو۔ آنحضرتؐ کی یہ تقریر سُنتے ہی لوگ قہقہہ
لگا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ سُنو
تمھین حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بیٹے علی کی اطاعت کرو۔

واضح ہو کہ اس واقعے کا ذکر صرف کتب معتبرہ اسلامیہ تک محدود نہین ہے

ا؎ تفسیر ثعلبی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنہ بغوی
و تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی و تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی و مغازی ابن اسحق
و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر و دلائل النبوۃ بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا۔

بلکہ اسکو مسیحی مؤرخین نے بھی اسی تحقیق و تصدیق کے ساتھ اپنی تالیفات مشہورہ مین بیان کیا ہے چنانچہ مسٹر کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے لکچر دوم مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

بنی عبدالمطلب کے لوگون کو ایک ادھیڑ اَن پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کہ وہ مل کر دُنیا کے خلاف کوشش عمل مین لائین گے ایک مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی جسپر وہ مجمع قہقہہ لگاکر منتشر ہو گیا لیکن بعد مین ثابت ہوا کہ یہ ہنسی کی بات نہ تھی بلکہ بالکل ٹھیک اور درست تھی کیونکہ نوجوان علیؑ ایسا شخص ضرور تھا کہ جس کو ہر متنفس خواہ مخواہ پسند کرے چنانچہ علیؑ سے ہمیشہ جو باتین ظہور مین آئین اُن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرا ہوا ایسا بہادر شخص تھا جس کی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہین سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت مین عجیب طور کی جوانمردی تھی یعنی مثل شیر کے تو بہادر تھا مگر مزاج مین ایسی نرمی رحمدلی اور سچائی تھی جو ایک کرسچن نائٹ کے لیے شایان ہو سکتی ہے۔

اور مسٹر گبن اپنی کتاب ڈکلائن آف رومن امپائر مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے (اپنے) چوتھے برس بالاعلان دعوت رسالت شروع کی اور تصدیق وحدانیت کا نور پھیلانے کی غرض سے بنی ہاشم کے چالیس آدمیون کو ضیافت پر مدعو کیا بعد ازان انکی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوستو اے عزیزو مین تم لوگون کے لیئے دنیا اور آخرت کی نیکیان لایا ہون جسکو میرے سوا دوسرا انہین دے سکتا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگون کو اس کی عبادت کی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون شخص اس کام مین میرا رفیق اور وزیر ہوگا۔ اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا حتی کہ وہ حقارت اور شک اور تعجب بھری خاموشی علیؑ کی جرأت سے دفع ہوئی جو ایک چہاردہ سالہ جوان تھے چنانچہ انھون نے عرض کیا کہ اے نبی مین ہر طرح اس کام مین آپ کی رفاقت و نصرت کے لیے حاضر ہون۔ مین آپ کے مخالفین کی آنکھین نکال لونگا اُنکے دانت توڑ ڈالون گا اور اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالون گا۔ اے نبی مین آپ کی وزارت کے لیے دل و جان سے حاضر ہون محمد (صلعم) نے علیؑ کی التماس کو جوش مسرت کے ساتھ قبول فرمایا اور حاضرین نے ابو طالب کو اپنے بیٹے کی اس اعلیٰ عزت پانے پر طنزیہ کلمات کہے۔

اور مسٹر ڈیونپورٹ اپنی کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے مخالفین کی مخالفت سے خائف نہوکر دوبارہ پھر اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اُن کی بے تکلفانہ ضیافت کے بعد اُٹھکر اپنی پُرجوش تقریر اس درخواست پر ختم کی کہ تم مین کون شخص اس بارگران کے برداشت کرنے مین میری رفاقت کریگا اور میرا نائب اور وزیر ہوگا جیسا کہ موسیٰ کے وزیر ہارون تھے یہ سُن کر کل مجمع تعجب انگیز سکوت مین آگیا اور کسی کو اس خطرناک عہدۂ وزارت کے قبول کرنے کی جرأت نہوئی لیکن نوجوان علیؑ نے اُٹھکر اور للکار کر کہا کہ اے نبی مین تمھاری نیابت اور وزارت کو بسر و چشم حاضر ہون یہ سن کر محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علی کے گلے مین ڈال کر اپنے سینے سے لگایا اور بآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے وزیر کو دیکھو چنانچہ محمد (صلعم) نے اپنے کام کو اس طرح آغاز کر کے عام طور سے مکے مین وعظ شروع کیا اور یوماً فیوماً اپنے معتقدین کی تعداد بڑھاتے گئے۔

اور مسٹر واشنگٹن اروِنگ اپنی کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرس مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے بنی ہاشم کی ایک جماعت کو مدعو کر کے جمع کیا اور بعد ضیافت کھڑے ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب

جس خدا نے تم کو بہترین نعمتیں عطا کی ہین اُسی کی جانب سے مین دنیا کی برکتین اور آیندہ کی بہتری لایا ہون پس تم مین سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا۔ یہ سُن کر سب ساکت رہے بعض تو تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی سے ہنستے تھے آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ عرض کیا کہ اے پیغمبر مین اس خدمت کے لیے حاضر ہون۔ محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علیؑ کی گردن مین ڈالا اور انکو اپنے سینے سے لگا کر باواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور اُنکی بات سُنکر اطاعت کرو۔ نوجوان علیؑ کی جرأت پر قریشیون نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگایا اور اس کم سن خلیفہ کے باپ ابو طالب کو اپنے بیٹے کے آگے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی (انتہی)

اس روایت صحیحہ مین یہ امر بھی خاص طور سے لحاظ کے قابل ہے کہ رسول مقبول نے الفاظ " وصیّی وخلیفتی " کے ساتھ جو " اخی " کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اُس سے رشتے کا بھائی مراد نہین ہے بلکہ ہمسر ہمنشین یعنی شریک منزلت مراد ہے چنانچہ روایات مواخاۃ مصرحہ ذیل اسکی شاہد ہین مثلاً ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للقسطلانی مین ہے کہ

أخی رسول اللہ صلعم بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

وبین حمزة وزید بن حارثة رضی اللہ عنہما وبین
عثمان وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما وبین الزبیر
وابن مسعود رضی اللہ عنہما وبین عبیدة بن الحارث
وبلال رضی اللہ عنہما وبین مصعب بن عمیر وسعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہما وبین ابی عبیدة وسالم مولی
ابی حذیفة رضی اللہ عنہما وبین سعید بن زید وطلحة
بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما وبین علی ونفسہ صلعم
(یعنی) جناب رسالت مآب نے دو دو مہاجروں کے
آپس میں رشتہ برادرانہ قائم کر کے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو اور
حضرت حمزہ و زید بن حارثہ کو اور حضرت عثمان و عبد الرحمن بن
عوف کو اور زبیر بن العوام و ابن مسعود کو اور عبیدہ بن الحارث
و بلال کو اور مصعب بن عمیر و سعد بن ابی وقاص کو اور ابو عبیدہ و
سالم مولی ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید و طلحہ بن عبید اللہ کو باہم
بھائی بھائی قرار دیا اور اپنی اخوت کا شرف آنحضرت نے
علیؑ بن ابیطالب کو عطا فرمایا۔

اور تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ

اخی رسول اللہ (بالمدینۃ) فاتخذ علی بن ابیطالب
اخاہ وصار ابوبکر وخارجۃ بن زید الانصاری اخوین

وابو عبیدہ بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاری
اخوین وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالک الانصاری
اخوین وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربیع الانصاری
اخوین وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاری
اخوین وطلحۃ بن عبید اللہ وکعب بن مالک الانصاری
اخوین وسعید بن زید وابی بن کعب الانصاری اخوین۔

(یعنی) جناب رسالتمآب نے مابین مہاجرین و انصار (دو دو آدمیوں میں) رشتۂ برادرانہ قائم فرمایا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی قرار دیا نیز حسب ہدایت نبوی حضرت ابوبکر خارجہ بن زید انصاری کے بھائی اور ابو عبیدہ بن الجراح سعد بن معاذ انصاری کے بھائی اور حضرت عمر بن الخطاب عتبان بن مالک انصاری کے بھائی اور عبد الرحمن بن عوف سعد بن ربیع انصاری کے بھائی اور حضرت عثمان بن عفان اوس بن ثابت انصاری کے بھائی اور طلحہ بن عبید اللہ کعب بن مالک انصاری کے بھائی اور سعید بن زید اُبی بن کعب انصاری کے بھائی قرار پائے۔

اور استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ

آخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین ثم آخی بین المہاجرین والانصار وقال فی کل واحدۃ منہما لعلی انت اخی

فی الدنیا والآخرة وانی بینہ وبین نفسہ (ینابیع ص ۱۰)

رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین میں مواخاۃ فرمائی۔ نیز (مدینے میں) مابین مہاجرین وانصار رشتۂ اخوت قائم فرمایا اور دونوں موقعوں پر آنحضرت نے اپنا بھائی علیؑ بن ابیطالب کو قرار دے کر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کتاب المناقب ابوالحسن المغازلی الجلابی[1] وکتاب المناقب احمد بن حنبل میں حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین والانصار وکان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی بن ابیطالب وقال ھذا اخی۔ قال حذیفۃ فرسول اللہ سید المرسلین وامام المتقین الذی لیس لہ شبہ ولا نظیر وعلی اخوہ

(یعنی) جناب رسول خدا نے مہاجرین وانصار میں عقد مواخاۃ منعقد فرمایا اور ہر مہاجر کو ایک ایسے انصاری کا بھائی بنایا جو اس کا نظیر ہو بعد ازاں علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں

---

[1] صواعق محرقہ میں ہے کہ اخرج ابوالحسن المغازلی عن الباقر رضی اللہ عنہ الخ اور کتاب الانساب سمعانی میں ہے الجلابی بضم الجیم وتشدید لام + والمشہور بھذہ النسبۃ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اھل واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط وحدیثھم وکان حریصا علی سماع الحدیث وطلبہ۔

کہ پس رسول اللہ سید المرسلین و امام الثقلین ہین جن کا مثل و نظیر نہین مگر
اور علی اُن کے بھائی ہین۔

سبحان اللہ کیا رفیع شان ہے علی بن ابیطالب کی کہ رسول مقبول نے ہر مہاجر کو کسی کسی انصاری کا بھائی قرار دیا لیکن اپنا اور علی کا بھائی کسی انصاری کو نہ بنایا بلکہ بفحوائے "تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری" علی ہی کو اپنا بھائی بنایا اور خود ہی اُنکے بھائی بنے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علی کے سوا رسول کا اور رسول کے سوا علی کا کوئی نظیر نہ تھا۔

الغرض یہ تمام شواہد اس بات پر صریحاً دلالت کرتے ہین کہ رسول اللہ نے دعوت بالاعلان کے موقع پر جو تقریر فرمائی اسکے فقرہ فَاَيُّكُمْ يُوَازِرُنِي عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ وَيَكُوْنُ اَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِيْكُمْ مین لفظ اخی کا صحیح مفہوم ہمسر و ہمنشین و مثیل و ردیف ہے (انتہیٰ)

اب مین مناسب سمجھ کر مثالاً چند تائیدی روایتین حضرت علیؑ کے وصی اور خلیفہ ہونے کی بھی درج ذیل کرتا ہون۔

تاریخ کبیر ابن جریر اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری مین ہے کہ جب امام حسین نے معرکۂ کربلا مین خطبہ ارشاد کیا تو اس مین یہ بھی فرمایا کہ

اَلَسْتُ ابْنُ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ وَابْنُ وَصِيِّهٖ (یعنی) کیا مین تمھارے نبی کی دختر کا فرزند اور تمھارے نبی کے وصی کا بیٹا نہین ہون

اور کتاب کنوز الحقائق منادی مین ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَعَلِیٌّ وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ (یعنی) ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علیؑ میرا وصی و وارث ہے۔

نیز معجم محی السنہ بغوی میں بریدہ سے مروی ہے کہ
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَاِنَّ عَلِیًّا وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ (یعنی) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور تحقیق علی میرا وصی اور وارث ہے۔

اور کتاب المناقب احمد بن حنبل میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ
قُلْنَا لِسَلْمَانَ الْفَارِسِیْ سَلْ رَسُولَ اللّٰہِ صلعم مَنْ وَصِیُّہٗ فَسَأَلَ سَلْمَانُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنْ وَصِیُّکَ قَالَ مَنْ کَانَ وَصِیُّ مُوسٰی بْنِ عِمْرَانَ قَالَ یُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَقَالَ اِنَّ وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ وَمُنْجِزُ وَعْدِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبْ (یعنی انس بن مالک کہتے ہیں کہ) ہم نے سلمان فارسی سے کہا کہ رسول اللہ سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون ہے پس سلمان نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا وصی کون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ موسی کا وصی کون تھا سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون حضور نے ارشاد کیا کہ میرا وصی اور وارث اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا علیؑ بن ابیطالب ہے

اور معجم کبیر طبرانی مین سلمان فارسی سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ وَصِیِّیْ وَمَوْضِعُ سِرِّیْ وَخَیْرُ مَنْ اَتْرُکُ بَعْدِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبْ۔ (یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ تحقیق میرا وصی اور میرا رازدار اور میرا بہترین پسماندگان علی بن ابیطالب ہے

نیز معجم کبیر طبرانی مین ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم (لِفَاطِمَۃَ) اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَارَ مِنْھُمْ اَبَاکِ فَبَعَثَہٗ نَبِیًّا ثُمَّ اطَّلَعَ الثَّانِیَۃَ فَاخْتَارَ بَعْلَکِ فَاَوْحٰی اِلَیَّ فَاَنْکَحْتُہٗ وَاتَّخَذْتُہٗ وَصِیًّا

(یعنی) جناب رسالتمآب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ کیا تم نے نہین جانا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مطلع ہوکر اُن مین سے تمہارے باپ کو برگزیدہ کیا اور اپنا نبی مقرر فرمایا بعد ازان علیؑ کو برگزیدہ کرکے مجھپر وحی فرمائی چنانچہ مین نے تمہارا نکاح علیؑ سے کردیا اور اُن کو اپنا وصی اختیار کیا۔

اور روضۃ الاحباب مین ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ تحقیق ما شنیدہ ایم از پیغمبر صلعم کہ می فرمود علی خلیفتی علیکم فی حیاتی وبعد مماتی فمن عصاہ فقد عصانی" (یعنی) تحقیق ہم نے جناب رسالتمآب کو یہ فرماتے ہوے سُنا ہے کہ علیؑ بن ابیطالب میری حیات مین اور میرے بعد تم پر میرا خلیفہ ہے جس نے اس کی نافرمانی کی

اُس نے میری نافرمانی کی

اور مسند الفردوس حافظ شہردار ہمدانی دیلمی مین سلمان فارسی سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُلِقْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃِ اٰلَافِ عَامٍ فَفِیَّ النُّبُوَّۃُ وَفِیْ عَلِیٍّ الْخِلَافَۃُ (یعنے فرمایا جناب رسول خدا نے کہ حضرت آدم کی پیدایش سے چار ہزار سال پہلے مین اور علیؑ ایک نور سے پیدا کیا گیا پس مجھ مین منصب نبوت ودیعت فرمایا گیا اور علی مین منصب خلافت۔

تبصرہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین کہ لابد لکل نبی من وصی وکنہ الوصایۃ عندنا لحکمۃ ثم قرب ملکوتی ثم تحمل بشرع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلومہ وتکفل لامۃ بالدعاء ومنصبہ ان یکون خازن علم النبی فی الامۃ وحامل وحیہ (یعنی) ہر نبی کے لیے وصی کا ہونا ضروری ہے اور وصایت کی حقیقت ہمارے نزدیک حکمت اور قرب ملکوتی اور تحمل ہے شرع نبی اور علوم نبی کا اور تکفل ہے اُمت نبی کا دعا کے ساتھ اور منصب وصی کا یہ ہے کہ اُمت مین نبی کے علم کا خزانہ دار اور اسکی وحی کا حامل ہو (انتہی)

مخفی نہ رہے کہ جب واقعہ دعوت بالاعلان کا [illegible] تفسیر آیہ وانذر عشیرتک
الاقربین سابقاً مذکور ہوا ہے (یعنی جناب رسالتمآب کا مجمع بنی
عبدالمطلب میں حضرت علیؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیکر اُن کی اطاعت
کا حکم دینا) اس سے دو قدرتی غوامض کا انکشاف ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ جب رسول مقبول نے دعوت سرّیہ کی بنا پر ایوان اسلام تعمیر
فرمانا چاہا تو سنگ بنیاد علیؑ بن ابیطالب ہی نے اپنی سبقت اسلامی کے
ہاتھوں سے رکھا اور جب دعوت جہریہ کے موقع پر وہ ایوان تیار ہو گیا تو
اس کا افتتاح بھی علیؑ ہی کی وزارت سے ہوا۔

دوم یہ کہ امر تبلیغ میں حضرت علیؑ اسی طرح جناب رسالتمآب کے قوت بازو
قرار پائے اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے جسطرح حضرت ہارون جناب موسیٰ کے
قوت بازو اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے چنانچہ رسول مقبول کا یہ ارشاد کہ اے علی تم میرے
لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اُسکا شاہد عادل ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء ابو نعیم میں ابو لیلےٰ سے اور تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر
شوکانی میں تحت تفسیر آیہ والسابقون السابقون عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قال
نزلت فی حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار الذی ذکر فی یٰس وعلی بن ابیطالب
وکل رجل منھم سابق امتہ وعلی افضلھم اور تاریخ صغیر بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے
کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حزقیل مومن آل فرعون
وحبیب النجار صاحب آل یٰس وعلی بن ابیطالب

کمال استعداد اتباع ہونا چاہیے ان اتباع بہیئت ماتب سے جو بمقتضائے
تنگ نظری و تعصب پروری منزلت مرتضویہ کو عموم منزلت ہارونیہ سے خارج کرنے
کے لیے مختص الوقت بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے محض عزم تبوک کے
موقع پر حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کر کے کہا تھا کہ "انت منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ" حالانکہ اکثر شواہد ساطعہ کی روشنی میں اس مفتریانہ ملمع سازی کی قلعی
کھل جاتی ہے چنانچہ منجملہ اُن شواہد کے چند اس موقع پر پیش کیے جاتے ہیں۔
اول یہ کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی "اذھب الی فرعون
انہ طغیٰ" کے صادر ہونے پر خدا سے دعا کی تھی کہ

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ
من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون
اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری[1] کے نسبحک کثیرا ونذکرک
کثیرًا۔ (یعنی) "اے رب کریم میرے سینے کو وسیع کر دے میرے
کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں
اور میرے لیے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے میری
ڈھارس کو مضبوط کر اور اسکو میرے کام میں شریک فرما تاکہ ہم دونوں
مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح میں مشغول رہیں۔

[1] قرآن مجید میں اسی قصے کے متعلق وارد ہوا ہے کہ فارسلہ معی ردا یصدقنی (یعنی خدایا
ہارون کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میری تصدیق و تائید کریں)

اسی طرح جناب رسالتمآب نے بھی ایک موقع پر (جس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا) بارگاہ ایزدی مین حضرت علیؑ کے لیے منزلت ہارونیہ کی مسئلت فرمائی پھر چنانچہ تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت خطیب و ابن مردویہ و ابن عساکر اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ

رأیت رسول اللہ صلعم بازاء ثبیر وھو یقول اللھم انی اسئلك بما سئلك اخی موسی ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کے نسبحك کثیرا ونذکرك کثیرا (یعنی اسماء بنت عمیس کہتی ہین کہ) مین نے کوہ ثبیر کے محاذی جناب رسول خدا کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ خداوندا جو دعا تجھ سے اخی موسیٰ نے کی تھی وہی مین بھی کرتا ہون خداوندا میرے سینے کو وسیع کر میرے کام کو آسان فرما میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھین اور میرے لیے میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اس سے میری پیٹھ مضبوط کر (؟) ہارس باندھ اور اسکو میرے کام مین شریک کر تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین۔

نیز امام المحدثین احمد بن حنبل نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ

سمعت رسول اللہ صلعم وھو یقول اللھم انی اقول کما قال

اخی موسیٰ اللھم اجعل لی وزیرا من اھلی اخی علیا

اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا

ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا یعنی اسماء بنت عمیس کہتی ہین کہ

مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے

سُنا کہ خداوندا جس طرح اخی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا تھا اسی طرح

مین بھی کرتا ہون کہ میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا

اس سے میری ڈھارس باندھ اور اُسکو میرے کار تبلیغ مین شریک کر

تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین

تحقیق تو ہمارے حال کا دیکھنے والا ہے۔

اور کتاب ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ

قالت ھبط جبریل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی

منک بمنزلۃ ھارون من موسی (یعنی) حضرت جبرئیل نے نازل ہو کر

جناب رسول خدا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے

تم کو تحفہ سلام بھیجا ہے اور یہ خوشخبری دی ہے کہ علیؑ تمہارے لیے

اُسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

دوم یہ کہ جناب رسول مقبول نے حدیث منزلت کو مختلف مواقع پر تذکیراً و تنبیہاً ارشاد

کیا ہے چنانچہ جمع الجوامع سیوطی ... مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم یا ام سلمۃ ھذا علی بن ابیطالب لحمہ من لحمی ودمہ من دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یعنی

فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے ام سلمہ یہ علیؑ بن ابیطالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لیے اسی منزلت پر ہے جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

نیز جمع الجوامع سیوطی مین بحوالہ مستدرک حاکم حضرت عمر سے مروی ہے کہ

کنت انا وابو بکر وابو عبیدۃ وجماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئی علی علی بن ابیطالب حتے ضرب بیدہ علی منکبہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا واولھم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (یعنی حضرت عمر فرماتے ہین کہ) ایک روز مین رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر تھا ابوبکر وابو عبیدہ ودیگر صحابہ رسول بھی وہان موجود تھے اور جناب رسول مقبول علی پر تکیہ کیے ہوے تشریف رکھتے تھے تا اینکہ آنحضرت نے علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علیؑ تم ایمان و اسلام لانے مین کل مومنین سے اول ہو اور اے علی تم میرے لیے اسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے۔

سوم یہ کہ جناب رسول خدا نے حدیث منزلت کو عقد مواخاۃ کے موقع پر ارشاد فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد حنبل مین زید بن ابی اوفی سے مروی ہے۔ کہ

لما اخی النبی صلعم بین اصحابہ قال علی لقد ذھب روحی وانقطع ظھری حین رأیتک یارسول اللہ فعلت باصحابک ما فعلت غیری فقال رسول اللہ صلعم والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ وانت اخی ووارثی۔

(یعنی) جب رسول اللہ صلعم نے درمیان اپنے اصحاب کے عقد مواخاۃ منعقد فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ دیکھ کر میری جان پر بن گئی اور میری قوت زائل ہو گئی کہ آپ نے میرے سوا دیگر اصحاب کے آپس مین عقد مواخاۃ منعقد فرمایا پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا مین نے تم کو اپنے لیے باقی رکھا کیونکہ تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اور تم میرے بھائی اور وارث ہو

چہارم یہ کہ حضرت رسالت نے حدیث منزلت کو عزم تبوک کے موقع پر ارشاد کیا ہے مثلاً نسائی نے کتاب الخصائص مین سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہو کہ

خرج رسول اللہ صلعم فی غزوۃ تبوک وخلف علیا فقال اتخلفنی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (یعنی) جب رسول اللہ غزوہ تبوک کو جانے لگے تو آپ نے حضرت علیؑ کو مدینے مین چھوڑا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے یہین چھوڑ جائین گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لیے اسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے بجز اسکے کہ میرے[1] بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

پنجم یہ کہ جناب سرور کائنات نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے بمقام غدیر خم حدیث منزلت کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ

لما رجع النبی من مکۃ عام حجۃ الوداع ووصل الی ھذا المقام (غدیر خم) قال علی منی کھارون من موسیٰ (یعنی) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حجۃ الوداع کے بعد مکے سے واپس ہوئے اور بمقام غدیر خم پہونچے تو ارشاد کیا کہ علیؑ میرے لیے اسی منزلت پر ہیں جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

ششم یہ کہ جناب رسول خدا نے بیوتت مسجد کی خصوصیت میں اپنی ذات بابرکات کو حضرت موسیٰ سے اور حضرت علیؑ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے چنانچہ درمنثور سیوطی میں ابو رافع سے مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ امر موسی و

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ فیہ تشبیہ مبھم بیّنہ بقولہ الا انہ لا نبی بعدی فعرف ان الاتصال المذکور بینھما لیس من جھۃ النبوۃ بل من جھۃ ما دونھا وھو الخلافۃ اور کفایت الطالب محمد بن یوسف الکنجی الشافعی میں ہے کہ وقال الحاکم کان ھارون افضل امۃ موسی فوجب ان یکون علی افضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

هارون ان یتبوأ لقومهما بیوتا وامرهما ان لا یبیت فی مسجدهما جنب لا یقربوا فیہ النساء الا هارون و ذریتہ ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی ھذا ولا یبیت فیہ جنبا الا علی و ذریتہ (یعنی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا موسیٰ اور ہارون کو کہ اپنی قوم کے لیے مکانات بنوادین نیز یہ حکم دیا کہ اُن کی مسجد مین سوا اُن کے اور اُن کی ذریت کے اور کوئی جنب شخص نہ رہے نہ عورتون سے قربت کرے۔ پس اسی طرح میری اس مسجد مین بھی سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کی ذریت کے نہ کسی کو بحالت جنابت رہنا درست ہے۔ نہ عورتون سے قریب ہونا۔

اور جذب القلوب الی دیار المحبوب محدث دہلوی مین ہے کہ آنحضرت بمنبر رفت وحمد وثنائے مولیٰ گفت وگفت حق سبحانہ وتعالیٰ وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ السلام کہ مسجدے بنا کن موصوف بصفت طہارت وساکن نشود کسے دروے جز تو وہارون وپسران ہارون شبر وشبیر وہمچنین وحی کرد برمن کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود دروے جز من وعلی وپسران او حسن وحسین (یعنی) آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے مولیٰ کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت موسےٰ پر کہ

ایک مسجد ... بنا کرو ... سوا تمھارے

اور ہارون اور پسران ہارون شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور

اسی طرح وحی بھیجی مجھپر کہ ایک مسجد طاہر بنا کروں جسمین سوا میرے

اور علیؑ اور پسران علیؑ حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ رہے۔

ہفتم یہ کہ حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ کا پورا ثبوت پاکر بعض صحابہ نے استعظاماً حدیث موصوف کی تحقیق فرمائی ہے چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ

عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون

من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی قال سعید فاحببت ان

اشافھہ بہا سعدا فلقیت سعدا فحدثتہ بما حدثنی

بہ عامر فقال انا سمعتہ قلت انت سمعتہ قال

فوضع اصبعیہ علی اذنیہ فقال والا فاستکتا۔

(یعنی) سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ عامر

بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص[1] کی زبانی روایت کیا کہ

جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے لیے اسی

منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے

---

[1] یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے لیکن جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

نے تحفہ اثنا عشریہ میں ... [illegible] ... ہذا الشیٔ عجاب

سعد سے مل کر بالمشافہہ اس حدیث کی تصدیق کروں چنانچہ مین نے
سعد سے مل کر دریافت کیا تو اُنھون نے کہا کہ ہان مین نے
اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے۔ مین نے مکرر پوچھا کہ کیا
تم نے واقعی سُنا ہے سعد نے اپنے کانون پر انگلیان رکھ کر کہا کہ بلاشبہہ
مین نے سُنا ہے ورنہ یہ دونون کان بہرے ہو جائین۔

ہشتم یہ کہ اروی بنت الحارث نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق
کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ تاریخ ابو الفداء و تاریخ ابن شحنہ مین ہے کہ

دخلت علیہ (ای معاویۃ بن ابی سفیان) اروی
بنت الحارث بن عبد المطلب فقال لھا مرحبا بك
یا خالۃ کیف حالك فقالت بخیر یا ابن اختی لقد
کفرت النعمۃ واسأت لابن عمك الصحبۃ وتسمیت
بغیر اسمك واخذت غیر حقك وکنا اھلبیت اعظم الناس
فی ھذا الدین بلاءً حتی قبض اللہ نبیہ مشکورا سعیہ
مرفوعا منزلتہ فوثبت علینا بعدہ بنو تیم وعدی
وامیۃ فابتزونا حقنا وولیتم علینا فکنا فیکم بمنزلۃ
بنی اسرائیل فی اٰل فرعون وکان علی بن ابیطالب
بعد نبینا

(یعنی) اروی بنت حارث پیغمبر خدا کی چچا زاد بہن کا گزر معاویہ کی طرف ہوا جو اُسوقت حاکم تھے تو انھیں دیکھ کر معاویہ نے کہا کہ اے خالہ آپ کا کیا حال ہے انھون نے فرمایا کہ اے بھانجے اچھی ہون بیشک تو نے کفران نعمت کیا اور اپنے ابن عم کے ساتھ بُرے سلوک سے پیش آیا اور تو نے اپنا وہ نام رکھا جس کے قابل نہ تھا اور جو تیرا حق نہ تھا اسکو تو نے ہم سے چھین لیا اور ہم اہلبیت رسالت اس دین مین ابتلاءً اعظم الناس رہے ہے حتی کہ رسول اللہ نے وفات پائی (جنکی سعی مشکور اور منزلت رفیع تھی) پس آنحضرت کے بعد بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمارا حق اڑا لے گئے اور بالآخر تم لوگ حکمران بن گئے حالانکہ ہم تم لوگون مین ایسے تھے جیسے بنی اسرائیل قوم فرعون مین اور بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیؑ بمنزلہ ہارون کے تھے موسیٰ سے۔

نہم یہ کہ جناب سیدۂ فاطمہ نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ اسنی المطالب شمس الدین جزری صاحب حصن حصین مین ہے کہ

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنها

قالت انسيتم قول رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم

غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (یعنی) حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا انھوں نے اے قوم آیا تم بھول گئے رسول اللہ صلعم کا بروز غدیر خم یہ فرمانا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آنحضرت کا یہ ارشاد کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

دہم یہ کہ خود بعض طرق حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت بعد النبی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے چنانچہ امام المحدثین نسائی نے کتاب الخصائص کی ایک حدیث مین عمر بن میمون سے روایت کیا ہے کہ

فقال (رسول اللہ صلعم) اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ثم قال انت خلیفتی یعنی فی کل مومن

(یعنی) رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ آیا تم رضامند نہین ہو کہ میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے پھر ارشاد کیا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنی میرے بعد کل مومنین مین میرے خلیفہ ہو۔

یازدہم یہ کہ حسب افادہ بعض علمائے کرام بھی حدیث منزلت سے علیؑ کی عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت متصلہ کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین بسلسلۂ شرح حدیث موصوف فرماتے ہین کہ

فیہ ایماء الی انہ لو کان بعدہ نبی لکان علیا (یعنی) حدیث

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ مین یہ اشارہ ہے کہ اگر

جناب رسول خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔

غرضکہ ان تمام شواہد بیّنہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی اور حضرت علیؑ کو جناب رسول مقبول کے ساتھ بالعموم وہی منزلت حاصل تھی جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ حاصل تھی نیز حضرت علی کار تبلیغ مین اسی طرح جناب رسالتمآب کے شریک و سہیم تھے جس طرح حضرت ہارون کار تبلیغ مین حضرت موسیٰ کے شریک و سہیم تھے یہی وجہ ہے کہ تبلیغ آیات سورۂ براءت کا شرف حضرت علیؑ ہی کو ملا اور جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میری جانب سے تبلیغ رسالت سوا میرے اور علیؑ کے کوئی نہین کر سکتا چنانچہ خصائص نسائی مین حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ۔

قال رسول اللہ صلعم لا یودی عنی الا انا وعلی (یعنی) فرمایا

رسول مقبول نے کہ میری جانب سے کار تبلیغ کو سوا میرے اور

علیؑ کے کوئی ادا نہین کر سکتا۔

نیز جامع ترمذی اور مسند احمد حنبل مین حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا یودی عنی الا انا او علی (یعنی) فرمایا

سرور کائنات نے کہ کار تبلیغ کو میری جانب سے سوا میرے یا علیؑ

کے کوئی ادا نہین کر سکتا۔

پس جبکہ رسول کی جانب سے چند آیات قرآنیہ کی تبلیغ علی کے سوا کوئی شخص ادا نہ کر سکا تو تمامی آیات اور احکام قرآنیہ کی تبلیغ ادا کرنے کا خداداد منصب سوا علیؑ کے کسکو ہو سکتا ہے جسکے حق مین سرور کائنات نے علیؑ مع القرآن و القرآن مع علی (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے) ارشاد کیا اور جسکو خدا نے ازل ہی سے اپنے رسول کی مدد اور نصرت کے لیے مخصوص و معین فرمایا جیسا کہ اکثر احادیث مین وارد ہوا ہے مثلاً تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے کہ۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے جب مجکو معراج ہوئی تو مین نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے محمد اس کا رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسول کی مدد علیؑ سے فرمائی۔

اور معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی الی السماء دخلت الجنۃ فرأیت فی ساق العرش

ــــــــــــــــــــ

[1] اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور [illegible] نے معجم [illegible] میں [illegible] روایت کیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

الا یمن مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی
ونصرتہ بعلی (یعنی) ابوالحمراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے
فرمایا جب مجھے (شب معراج مین) آسمانون کی سیر کرائی گئی اور
مین جنت مین داخل ہوا تو ساق عرش کے داہنے جانب مین نے
لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی
ونصرتہ بعلی (یعنی) نہین کوئی معبود سوا خدا کے۔ محمدؐ اس کا
رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسول کی مدد اور نصرت علیؑ سے فرمائی۔
اور شفا[1] ے قاضی عیاض مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی
الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) ابوالحمراء سے مروی ہے
کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے جب شب معراج مین مجھے آسمانون
کی سیر کرائی گئی تو مین نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) نہین ہے

---

[1] کشف الظنون مین ہے کہ شفا فی تعریف حقوق المصطفی للامام الحافظ ابی الفضل
عیاض بن موسی القاضی وھو کتاب عظیم کثیر الفائدۃ لم یولف مثلہ فی الاسلام شکر اللہ
سبحانہ وتعالی سعی مولفہ اور وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ القاضی ابوالفضل بن
موسی کان امام وقتہ فی ... [illegible]

کوئی معبود سوا خدا کے۔ محمد رسول اس کا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کی مدد علیؑ سے کی۔

زہے شانِ مکانِ حیدرِ اوج دروبامش — کہ بر عرشِ خدائے لم یزل مکتوب شد نامش

تعالی اللہ کیا عالی منزلت ہے وہ وصی نبی جس کے نام کو علی اعلے عرش بریں پر اپنے حبیب کے نام سے ہمدوش فرما کر اسکی ذات با برکات کو آیہ مباہلہ میں نفس[1] نبی قرار دے اور کیا گرامی مرتبت ہے وہ خدا کا ولی جسکو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا "علی کنفسی"[2] کا تمغہ دے کر اسکے حق میں یہ دعا فرمائے کہ اللّٰھم ادر الحق حیث ادار (یعنی) خداوندا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جناب رسالتمآب نے اس فقرۂ دعائیہ میں یہ نہیں فرمایا کہ خدایا پھیر دے علیؑ کو حق کے ساتھ جس طرف حق پھرے بلکہ یہ فرمایا کہ خدایا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے یعنی خود حق علیؑ کا تابع رہے اور یہ حدیث حضرت علیؑ کے معصوم ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ خدا کا رسول کسی جائز الخطا شخص کے لیے ہرگز یہ نہ فرمائے گا کہ حق اسکا تابع رہے بلکہ انھیں حضرات کے باب میں ارشاد کرے گا جن کی معصومیت کا اعلان من جانب اللہ بذریعہ آیہ انما یرید اللہ

---

[1] حاکم نے مستدرک میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ قال جابر انفسنا رسول اللہ و علی و ابنائنا الحسن والحسین و نسأنا فاطمۃ (یعنی) آیہ مذکورہ میں انفسنا سے رسول خدا و علی مرتضی مراد ہیں اور ابنائنا سے حسن و حسین اور نسائنا سے فاطمہ مراد ہیں صلوۃ اللہ علیھم اجمعین [2] خصائص نسائی ص۱۵ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے کہا ہے کہ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین [illegible] ترمذی میں بھی ہے

لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا نازل فرمایا گیا چنانچہ

احمد حنبل و تفسیر ابن جریر معجم کبیر طبرانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ النبی صلعم وعلی وفاطمۃ و

حسن وحسین رضی اللہ عنھم (یعنی) یہ آیہ تطہیر پانچ بزرگان دین

جناب رسول خدا اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سلام اللہ علیہم کی

شان مین نازل ہوا ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

ان اھل البیت المذکورین فی الایۃ ھم علی فاطمۃ والحسن

والحسین خاصۃ (یعنی) آیہ تطہیر مین جن اہلبیت کا ذکر ہے وہ مخصوصہ

علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہین۔

اور صواعق محرقہ مین بروایت ابن جریر مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم انزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فیّ وفی

علیؑ والحسنؑ والحسینؑ وفاطمۃؑ (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے

کہ آیہ تطہیر پانچ شخصون یعنی میری اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہؑ کی

شان مین نازل ہوا ہے۔

کمال افسوس ہے کہ باوجود ان احادیث صحیحہ کے جو صریحاً اس بات پر نص ہین

کہ آیہ تطہیر مین اہلبیت سے مخصوصہ جناب رسول خدا و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مراد

ہین اور آیہ موصوفہ انھین حضرات کی شان مین نازل ہوا ہے ہمارے

برادران اسلامی کا ایک گروہ اس امر پر اصرار کرتا رہا ہے کہ آیۂ تطہیر میں اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہیں اور آیۂ مذکورہ کا نزول انھیں کے حق میں ہوا۔

مجھے اس موقع پر اپنے بھائیوں سے مناظرہ منظور نہیں ہے البتہ بعض امور کے متعلق حسب صراحت ذیل استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔

(امر اوّل) اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کو جس پلیدی سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اس سے ظاہری نجاست مراد ہے یا باطنی اگر ظاہری نجاست مراد ہے تو ایسی نجاست کو ہر معمولی شخص صابون لگا کر دھو سکتا ہے۔ معاذ اللہ ارادۂ ایزدی کو اس کا فاعل قرار دینا صرف حماقت ہی نہیں بلکہ گناہ عظیم ہے اور اگر اس پلیدی سے باطنی نجاست یعنی معصیت[1] مراد ہے جسکو خدا نے اہلبیت سے دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو اہلبیت کے معصوم ہونے میں وہی شک کر سکتا ہے جو خدا کے کلام کو برحق نہ سمجھتا ہو۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو برادر لفظ اہلبیت کا اطلاق ازواج نبیؐ پر کرکے آیۂ تطہیر کا نزول انھیں کی شان میں بیان کرتے ہیں آیا ازواج نبی کو معصوم بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔

(امر دوم) جامع ترمذی و مستدرک حاکم میں حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا و فی البیت فاطمۃ و علی والحسن والحسین فجللھم رسول اللہ صلعم بکساء کان علیہ ثم

---

[1] تفسیر بیضاوی ... [illegible]

Presented by: https://jafrilibrary.com

قال اللهم هؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم

تطھیرا (یعنی) حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ آیۂ انما یرید اللہ (الآیہ)
میرے گھرمین نازل ہوا اور وہان فاطمۂ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی
موجود تھے پس جناب رسالتماب نے اُن کو اپنی چادر مین لے لیا
بعدازان فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو
دور فرما اور انکو ایسا طاہر کردے جو حق طہارت ہے۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت خطیب ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ
نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فجللھم بکساء ثم
قال اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم
تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت علی
مکانک وانت الی خیر (یعنی) آیۂ تطہیر ام سلمہ کے گھرمین نازل ہوا
تو جناب رسول خدا نے علیؑ اور فاطمۂ اور حسنؑ اور حسینؑ کو داخل کسا فرما کر
کہا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو دور کر دے اور
اور ان کو پاک کردے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے حضرت ام سلمہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھی ان لوگون کے ساتھ شامل ہون
آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تم اپنی جگہ پر ہو اور تمہارا انجام بخیر ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی و مسند احمد بن حنبل کی حدیث مین یہ الفاظ ہین کہ

قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی

(یعنی) ام سلمہ کہتی ہین کہ مین نے چادر اُٹھا کر چاہا کہ مین بھی اُن کے ساتھ شامل ہون تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردویہ کی ایک حدیث مین ہے کہ

قلت یارسول اللہ الست من اھل البیت قال انک من ازواج النبی وانک الی خیر (یعنی) حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ (جب رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو کسا مین داخل فرمایا) تو مین نے کہا یارسول اللہ کیا مین اہلبیت سے نہین ہون۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تو ازواج نبی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیۂ موصوفہ جناب رسالتمآب نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اور ازواج نبی مین سے کسی ایک کو بھی داخل کسا کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتی کہ حضرت ام سلمہ کی درخواست پر بھی اُن کو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب اُنھون نے کہا کہ کیا مین اہلبیت سے نہین ہون تو آنحضرت نے جواب دیا کہ تم ازواج نبی سے ہو

(امر سوم) تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو ازواج نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جس کا ذکر قرآن مین ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات والقنتین والقنتات والصدقین والصدقات والصبرین والصبرات والخشعین والخشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصئمت والحافظین فروجھم والحفظت والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً واجرًا عظیما

نیز تفسیر بیضاوی مین ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت ان المسلمین والمسلمات (الآیہ) یعنی ازواج نبی نے رسول مقبول سے کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن مین مردون ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جو ہمارا ذکر قرآن مین ہو تب یہ آیت ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیۂ تطہیر ازواج نبی کی شان مین نازل ہوا تھا تو انھون نے رسول اللہ سے اپنی حق تلفی کا شکوہ کیون کیا ... شکایت ... یہ آیۂ تطہیر کے عوض مین

اور معجم کبیر طبرانی [illegible] کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی

یعنی ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے چادر اٹھا کر چاہا کہ میں بھی اُن کے ساتھ

شامل ہوں تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردویہ کی ایک حدیث میں ہے کہ

قلت یارسول اللہ الست من اھل البیت قال انک من

ازواج النبی وانک الی خیر یعنی (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ (جب

رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو کسا میں داخل فرمایا) تو میں نے

کہا یارسول اللہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں۔ آنحضرت نے

ارشاد کیا کہ تو ازواج نبی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیہ موصوفہ جناب رسالتمآب نے علیؑ و فاطمہؑ

و حسنؑ و حسینؑ ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب

عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اور ازواج نبی میں سے کسی ایک کو بھی داخل کسا

کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتی کہ حضرت ام سلمہ کی درخواست

پر بھی اُن کو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت

نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب

انھوں نے کہا کہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ

تم ازواج نبی [illegible]

(امر سوم) تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوا تو ازواج
نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جس کا
ذکر قرآن مین ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات
والقٰنتین والقٰنتات والصّٰدقین والصدقات والصبرین
والصّٰبرات والخٰشعین والخٰشعات والمتصدقین والمتصدقات
والصّٰائمین والصّٰئمٰت والحافظین فروجھم والحٰفظٰت
والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً
واجرا عظیما

نیز تفسیر بیضاوی مین ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ
ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت
ان المسلمین والمسلمات (الآیہ) یعنی ازواج نبی نے رسول مقبول سے
کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن مین مردون ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا
ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جو ہمارا ذکر قرآن مین ہو تب یہ آیت
ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیہ تطہیر ازواج نبی کی شان مین نازل ہوا تھا تو اُنھون نے رسول اللہ سے
اپنی حق تلفی کا [illegible] آیہ تطہیر کے عوض مین

ایک دوسری آیت کیوں نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلعم یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشہر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے بعد نزول آیۂ تطہیر چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے باہر نکلتے تو خانۂ جناب سیدہؑ کی جانب گزرتے ہوئے فرماتے کہ الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے) نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت کہ تم سے پلیدی کو دور کرکے تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہو کہ جناب سالتمآب نزول آیۂ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت صبح صرف درخانہ جناب فاطمہؑ کی جانب گزرتے ہوئے آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا کے ساتھ ندا فرماتے رہے اور جن ازواج نبی کے حق میں آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلانا آیہ موصوفہ کی زبان فرمائی

(امر پنجم) جب یہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے نصارائے بنی
نجران سے فرمایا کہ جس باب مین تم ہمارا کہنا نہین مانتے آؤ ہم تم اپنے اپنے
اہلبیت کو ساتھ لے کر جھوٹون پر لعنت یعنی دعاے بد کرین چنانچہ صحیح مسلم
و مشکوٰۃ بلکہ جمیع کتب تفسیریہ و حدیثیہ مین سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

لما نزلت ھذہ الآیۃ قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم
و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم (الآیہ) دعا رسول اللہ
صلعم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلبیتی

(یعنی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندون اور نساء
اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا مین جھوٹون کے لیے بددعا کرین تو
جناب رسالتمآب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر
مباہلے کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا مین عرض کی کہ
خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین۔

۳۷

پس کون سی وجہ ہے کہ جس طرح نزول آیۂ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خدا نے
حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو داخل کسا فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے
اہلبیت ہین اسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی انھین حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد
کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین اور جن ازواج نبی پر ہمارے دوست اہلبیت
کا اطلاق فرماتے ہین اور جن کی شان مین آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہین
ان مین سے کسی ایک کو بھی کیا مباہلے کے ... موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

ایک دوسری آیت کیوں نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلعم یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا یعنے بعد نزول آیۂ تطہیر چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے باہر نکلتے تو خانۂ جناب سیدہؑ کی جانب گزرتے ہوئے فرماتے کہ الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے) نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت کہ تم سے پلیدی کو دور کر کے تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہے کہ جناب سالتمآب نزول آیۂ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت صبح صرف درخانہ جناب فاطمہؑ کی جانب گزرتے ہوئے آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا کے ساتھ ندا فرماتے رہے اور جن ازواج نبی کے حق میں آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلاناً آیہ موصوفہ کی ندا نہ فرمائی۔

(امر پنجم) جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے نصارائے بنی نجران سے فرمایا کہ جس باب میں تم ہمارا کہنا نہیں مانتے آؤ ہم تم (اپنے اپنے اہلبیت کو ساتھ لے کر) جھوٹوں پر لعنت یعنی دعائے بد کریں چنانچہ صحیح مسلم و مشکوٰۃ بلکہ جمیع کتب تفسیر و حدیثیہ میں سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

لما نزلت ھذہ الاٰیۃ قل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم (الایہ) دعا رسول اللہ صلعم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلبیتی

(یعنی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندوں اور نساء اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا میں جھوٹوں کے لیے بد دعا کریں تو جناب رسالتمآب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر مباہلے کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا میں عرض کی کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

ص ۳۷

پس کون سی وجہ ہے کہ جس طرح نزول آیہ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو داخل کسا فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں اسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی انھیں حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں اور جن ازواج نبی پر ہمارے دوست اہلبیت کا اطلاق فرماتے ہیں اور جن کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی مباہلے کے نازک موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

اعلان نہ فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

امر ششم (مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و مسند ابویعلی و معجم کبیر طبرانی) میں حضرت علی سے مروی ہے کہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النجوم امان لاھل السماء اذا ذھبت النجوم ذھبوا واھلبیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھلبیتی ذھب اھل الارض

(یعنے) فرمایا جناب رسول مقبول نے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے تو اہل آسمان بھی باقی نہ رہینگے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لیے امان ہیں۔ جب میرے اہلبیت نہ رہیں گے تو اہل زمین بھی نہ رہیں گے۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہیں تو انکے باقی نہ رہنے پر اہل زمین کیوں باقی رہے یعنی لازم تھا کہ جب ازواج نبی میں سے کوئی باقی نہ جاتا تو اہل زمین بھی باقی نہ رہتے بخلاف اسکے حسب پیشینگوئی جناب مخبر صادق اہلبیت رسالت کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو سکتا چنانچہ مسند احمد حنبل میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا تذھب الدنیا ولا تنقضی حتی یملک رجل من اھلبیتی (یعنے) جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ دنیا ختم اور منقضی نہو گی تاآنکہ مالک زمین ہو جائے ایک مرد میرے اہلبیت سے

نیز سنن ابی داؤد مین عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ رجلا من اھلبیتی (یعنے) فرمایا رسول مقبول نے کہ اگر نہ باقی رہ جائے دنیا سے مگر صرف ایک دن تحقیق مبعوث فرمائے گا اللہ تعالیٰ ایک مرد کو میرے اہلبیت سے۔

(امر ہفتم) جن ازواج کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیدیا تھا کیا بعد طلاق بھی وہ زمرۂ اہلبیت مین داخل رہین اور آیۂ تطہیر کا اثر طہارت اُن مین باقی رہا یا بعد طلاق ان کا نام فہرست اہلبیت سے خارج ہو گیا اور آیۂ تطہیر کا اثر طہارت بھی ان سے زائل ہو گیا۔

(امر ہشتم) احادیث رسول و اقوال صحابہ سے بلا اختلاف ثابت ہے کہ اہلبیت پر صدقہ حرام تھا مثلاً معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا احل لکم اھل البیت من الصدقات شیئا (یعنے) اے اہلبیت تمھارے لیئے صدقات مین سے کوئی شے حلال نہین ہے۔

اور مسند احمد حنبل مین ابن ابی لیلے سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم الا ان الصدقۃ لاتحل لنا ولاھلبیتی (یعنے) آگاہ ہو کہ میرے اور میرے اہلبیت کے لیے صدقہ حلال نہین ہے۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ازواج نبی پر صدقہ حرام تھا یا حلال اگر حرام تھا تو اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر حلال تھا تو ان کو اہلبیت قرار دینا چہ معنی دارد۔

(امر نہم) سابقاً تفسیر درمنثور سیوطی اور جذب القلوب محدث دہلوی کے حوالوں سے ذکر کر چکا ہوں کہ سوا پنجتن پاک کے صحابہ ازواج نبی میں سے کسی کو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں جانے کی اجازت نہ تھی[1]۔

پس جبکہ ہمارے دوست آیہ تطہیر میں اہلبیت سے ازواج نبی مراد لیتے ہیں اور آیہ تطہیر کا نزول خمسین کی شان میں بیان کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ازواج نبی تو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں نہ جانے پائیں اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ جو نہ اہلبیت کے صحیح مصداق سمجھے جائیں نہ انکی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا مسلم مانا جائے وہ بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں دھڑلے کے ساتھ داخل ہونے کے اہل قرار دیے جائیں۔

(امر دہم) صدہا احادیث سے ثابت ہے کہ جناب سالتمآب نے کھلے الفاظ میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہے مثلاً آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ کے موقع نزول پر خمسین کی نسبت فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی

---

[1] اس مضمون کی حدیثیں اکثر محدثین نے روایت کی ہیں مثلاً ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلعم الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء وکل جنب من الرجال الا علی محمد وعلی اھلبیتہ علی وفاطمۃ والحسن والحسین

یا یہ ارشاد کیا کہ ادعوا الی اهلبیتی علی وفاطمة والحسن والحسین یا یہ فرمایا کہ
لا احل لکم اهل البیت من الصدقات شیئاً نیز یہ کہ ان صدقة لا
تحل لنا ولا هل بیتی پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا جس طرح آنحضرت نے
بحالت متعددہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ پر کھلے الفاظ میں اہلبیت کا اطلاق کیا
اسی طرح کہین اپنی ازواج پر بھی اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہے اور کیا اسیوجہ سے
محدثین متقدمین نے کتب حدیثیہ (مثلاً مشکوٰۃ وغیرہ) مین باب مناقب اہلبیت النبی
اور باب مناقب ازواج النبی کو جدا جدا ترتیب دیا ہے۔

سابقاً بسلسلہ ذکر حدیث منزلت عرض کر چکا ہون کہ جناب رسول خدا نے جس
موقع پر اللہ تعالیٰ سے حضرت علی کے لیے دعاے منزلت ہارونیہ فرمائی ہے اس کا ذکر
انشاءاللہ آئندہ ہوگا چنانچہ حسب وعدہ یہان اس کا بیان کیا جاتا ہے۔
تفسیر ابو اسحق ثعلبی وتفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری مین ابو ذر غفاری
سے مروی ہے کہ

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوۃ الظھر
فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ
الی السماء وقال اللّٰھم اشھد انی سألت فی مسجد الرسول
صلعم فما اعطانی احد شیئاً وعلی علیہ السلام کان

لہ مستدرک حاکم وغیرہ۔

راکعاً واومأ الیہ بخنصر الیمنی وکان فیہا خاتم فاقبل
السائل حتی اخذ الخاتم فرآہ النبی صلعم فقال اللھم ان اخی موسیٰ
سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل
عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیراً من اھلی
ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت قرآناً
ناطقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطاناً اللھم
وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسرلی امری
واجعل لی وزیراً من اھلی علیاً اشدد بہ ازری قال ابوذرؓ
فواللہ ما اتم رسول اللہ ھذہ الکلمۃ حتی نزل جبریل
فقال یا محمد اقراء انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا
الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم
راکعون (یعنی) ابوذر کہتے ہین کہ مین نے ایک دن جناب رسول خدا
کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ناگہان ایک سائل نے مسجد نبوی مین
سوال کیا لیکن کسی نے اسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے آسمان کی
جانب ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ خداوندا گواہ رہ مین نے مسجد رسول
مین دست سوال دراز کیا لیکن کسی نے مجھے کچھ نہ دیا
اُسوقت علیؑ ابن ابیطالب رکوع مین تھے اپنی انگشت خنصر سے

؎ تفسیر مدارک التنزیل نسفی میں ہے والآیۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ

جس مین انگشتری تھی سائل کی جانب اشارہ کیا اور سائل وہ
انگوٹھی لے کر چلا گیا۔ جب یہ حال جناب رسالت مآب نے دیکھا
تو بارگاہ ایزدی مین عرض کیا کہ الٰہی تجھ سے میرے بھائی موسیٰ نے
سوال کیا تھا کہ میرے سینے کو کھول دے۔ میرے کام کو آسان کر
میری زبان کی لکنت کو دور کر دے تاکہ لوگ میری بات سمجھین
اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے
میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اُسکو میرے کام مین شریک فرما
چنانچہ تو نے موسیٰ کی دعا قبول فرمائی۔ پروردگار میرے
مین بھی تیرا نبی ہون پس میرے سینے کو بھی وسیع کر دے
میرے کام کو آسان فرما اور میرے اہل سے علی کو میرا وزیر بنا
اور اس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر۔ ابوذر کہتے ہین کہ خدا کی
قسم رسول اللہ نے یہ کلمات تمام ہی کیے تھے کہ جبرئیل امین
آیۂ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ (الآیہ) لیکر نازل ہوے جس کا
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بیشک تمہارا ولی خدا اور رسول
اور وہ مومنین ہین جو نماز پڑھتے ہین اور بحالت رکوع
زکوٰۃ دیتے ہین (انتہیٰ)

واضح ہو کہ روایت مذکورہ جہان یہ ظاہر کرتی ہے کہ جناب رسول خدا نے کس موقع پر
حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی تھی وہان یہ بھی ثابت کرتی ہے

الآیہ موصوفہ یعنی انما ولیکم اللہ [illegible] جناب علی کی ولایت کا فرمان ہے
جس کا اعلان رسول مقبول نے بھی اپنی بیشمار حدیثوں مین فرمایا ہے مثلاً
مسند ابو داؤد طیالسی مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن من
بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم
میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔

اور جامع ترمذی و خصائص نسائی و مسند ابن ابی شیبہ مین عمران بن
حصین سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم علی منی و انا من علی وھو ولی
کل مومن من بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ
علیؑ مجھ سے ہین اور مین علی سے ہون اور وہ بعد میرے ہر مومن کے
ولی ہین۔

اور مستدرک حاکم و دلائل النبوۃ بیہقی مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن و مومنۃ
بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم
میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے ولی ہو۔

نوٹ

جو حضرات [illegible] ثابت کرتے ہین

اُن سے میں صرف اسقدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا رسول مقبول کے ارشاد کا صحیح مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے دوست ہیں (اور میری زندگی میں ہر مومن و مومنہ کے دشمن) ماشاءاللہ این معنی و این مقصد و این مطلب دلکش + آں شرح ندارد کہ بگفتار درآید۔

الغرض اگر بنظر امعان و ایمان دیکھا جائے تو احادیث متذکرہ بالا صریحاً اس بات پر نص ہیں کہ بعد رسولؐ ولایت حقہ کا منصب حضرت علیؑ کے لیے مختص کیا گیا خواہ ظاہر بینوں کے نزدیک اسکا ظہور کسی وقت میں ہوا ہو چنانچہ حضرت عثمان کے بعد جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو (حسب روایت روضۃ الاحباب) جناب امیرؑ نے جو پہلا خطبہ ارشاد کیا اسکا ابتدائی فقرہ یہ ہے کہ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ (یعنے احسان الٰہی کا شکر ہے کہ حق نے اپنے مستقر کی جانب رجوع کیا۔

مَیں اس موقع پر منصب ولایت کے متعلق دو مضمون بصیرت مشحون اور بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ تفسیر زاہدی و بحر مواج علامہ دولت آبادی و مدارک التنزیل نسفی میں تحت تفسیر آیہ نجویٰ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ

سألت رسول اللہ صلعم مسائل فاجابنی عنہا قلت یا رسول اللہ ما الوفاء قال التوحید و الشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ قلت وما الفساد قال الکفر والشرک باللہ قلت وما الحق قال الاسلام والقرآن والولایۃ اذا انتہت الیک

(یعنی) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے چند مسائل

دریافت کیے اور آنحضرت نے مجھے اُن سوالات کے جواب دیے

چنانچہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وفا کیا ہے فرمایا کہ

توحید اور اس بات کی گواہی کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے

میں نے سوال کیا کہ فساد کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ کفر اور شرک کو

میں نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام و قرآن حق ہے اور

ولایت[1] حق ہے جس وقت کہ تم کو پہونچے۔

دوسرا یہ کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت حقہ کے

ساتھ حضرت علیؑ مرتضیٰ کی ولایت متصلہ کا اعلان ہدایت نشان منادی غیب

نے بھی باین الفاظ کیا ہے کہ

نادِ علیاً مظہر العجائب   تجدہ عوناً لک فی النوائب

کل ہم و غم سینجلی   بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی

اور واضح ہو کہ نادِ علیاً کا قصہ ظنی نہیں ہے بلکہ یقینی ہے چنانچہ حضرت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ

---

[1] بعض متکلمین متعصبین نے اس فقرے کے مفہوم میں بھی تعصب کے روڑے اٹکائے ہیں اور

اسکے تاویلی معنی یہ بتاتے ہیں کہ "ولایت حق ہی تمہاری طرف منتہی ہونے تک" حالانکہ اگر یہ معنی مقصود ہوتے

تو فقرہ مذکورہ یوں ہوتا کہ الولایۃ الیٰ ان تنتھی الیک اور جبکہ الیٰ کا لفظ نہیں ہے بلکہ اذا کا لفظ ہے تو

صریحًا اس فقرے کے معنی یہی ہیں کہ "ولایت حق ہے جس وقت کہ تم کو پہونچے"۔

ومنقول است کہ درین جنگ رضوان بنسبت علی مرتضی میخواند

لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی الکرار وبمزید یقین

قصہ نادعلیاً مظہر العجائب ہم درین معرکہ واقع شدہ باشد (انتہی)

واضح ہو کہ مین نے یہان تک جو کچھ لکھا وہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے فوائد تفسیریہ پر متفرع تھا جس کا نزول ابتدائے تبلیغ رسالت کے زمانے مین ہوا اور اب متوکلاً علی اللہ آیہ یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے مقاصد تفسیریہ عرض کرتا ہون جو انتہائے تبلیغ کے موقع پر نازل ہوا۔

مسند عبد بن حمید و تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ثعلبی و اسباب النزول واحدی و عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی و فضائل الصحابہ ابن عساکر و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ھذہٖ الآیۃ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب (یعنی) آیہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر بروز غدیر خم علی بن ابی طالب کی شان مین نازل ہوا۔

ص۴۷

اور تفسیر نیشاپوری مین ہے کہ

ان ھذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلعم بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنی) آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل ہوا اور جب نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان مین عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کو یون پڑھتے تھے کہ

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (یعنی) اے رسول پہونچادو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علیؑ کل مومنین کا مولیٰ ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔

ہمارے دوستون کا یہ عجیب انصاف ہے کہ اگرچہ لفظ مولیٰ کے معنی علاوہ دوست اور غلام کے مالک۔ آقا۔ ناصر اور ولی امر بھی ہین لیکن جن حدیثون مین حضرت علیؑ کے متعلق مولا کے الفاظ وارد ہوے ہین انکے معنی مختصہ دوست ہی بتاتے ہین

چنانچہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی بھی یہ قرار دیتے ہین کہ جسکا مین دوست ہون اسکے علی دوست ہین غنیمت یہ ہو کہ ہمارے دوست حدیث من کنت مولاہ " مین مولا کے معنی دوست ہی بتاتے ہین غلام نہین بتاتے ورنہ ممکن تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی ضد پر بارگاہ رسالت کا ادب و احترام بھی بالائے طاق رکھ دیتے۔

یہ بھی طرفہ تماشا ہو کہ بعض متکلمین نے حدیث غدیر خم یعنے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے ارشاد کا سبب اس روایت کو قرار دیا ہو کہ بریدہ نے یمن سے واپس آکر رسول اللہ کے حضور مین یہ شکایت کی تھی کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لے لی ہو اپر آنحضرتؐ نے منغص ہو کر فرمایا کہ یابریدۃ من کنت مولاہ فعلی مولاہ" (وفی حدیث البخاری) فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک یعنی اے بریدہ جس کا مین مولا ہون علی بھی اسکے مولا ہین اور اُن کو مال خمس مین اس سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے۔[1]

نیز بعض مناظرین حدیث موصوف کے ایراد کا سبب اس روایت کو بتاتے ہین کہ اسامہ بن زید نے حضرت علی سے کہا تھا کہ "لست مولای انما مولای رسول اللہ" یعنی تم میرے مولی نہین ہو بلکہ میرے مولی رسول اللہ ہین یہ سن کر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولی ہون علی بھی اسکے مولی ہین[2] لیکن اولاً تو جبکہ بعض متکلمین حدیث موصوف کا اصلی سبب روایت بریدہ کو قرار دیتے ہین اور بعض مناظرین روایت اسامہ کو تو بقولے اذا تعارضا تساقطا ان دونون متضاد اور متعارض روایتون مین سے ایک بھی خطبہ غدیر خم کا سبب قرار نہین پاسکتی بلکہ صریحاً ثابت ہوتا ہے جس طرح رسول خدا نے حدیث علی منی

[1] خصائص للنسائی ۱۲ [2] تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی و مرقاۃ شرح المشکوٰۃ للملا علی قاری و نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض للخفاجی وغیرہا ۱۲

بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کو بہیا متعدد مواقع پر ارشاد کیا ہے اسی طرح بریدہ اور اسامہ کی زبان درازی پر اُن کو بھی تم تنہا حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا سبق دیا جسکو خطبہ غدیر خم سے مطلقاً تعلق نہیں ہے۔ ص ۵۰

ثانیاً منجملہ ہر دو روایات متذکرہ کے پہلی روایت مین رسول مقبول کا مخاطبہ صرف بریدہ سے ہی اور دوسری روایت مین فقط اسامہ سے بخلاف اسکے خطبہ غدیر خم کا مخاطبہ ایک جم غفیر و مجمع کثیر کے ساتھ ہی جیسا کہ روایات سابقہ سے ثابت ہوا۔

ثالثاً بڑے لطف کی بات یہ ہی کہ دونوں روایتوں مین مولی کے معنی دوست نہیں ہوسکتے بلکہ مالک و متصرف فی الامر ہی ثابت ہوسکتے ہیں یعنی بریدہ کی اس چغلی کا کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لے لی ہی" ہرگز یہ بے محل جواب نہیں ہوسکتا کہ جس کا دوست مین ہون اسکے دوست علی بھی ہین بلکہ صحیح اور دندان شکن جواب یہی ہوسکتا ہی کہ جس کا مالک اور متصرف فی الامر مین ہون اسکے مالک اور متصرف فی الامر علیؑ بھی ہین۔

نیز اسی طرح اسامہ بن زید کا حضرت علیؑ کی مولائیت سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ علیؑ میرے مولا نہیں ہین بلکہ میرے مولا رسول اللہ ہین صریحاً یہ کہنا ہے کہ علیؑ میرے آقا نہیں ہین بلکہ میرے آقا رسول اللہ ہین اور جناب رسالتمآب کا اسکے جواب مین یہ ارشاد کرنا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ بدیہی طور پر یہ معنی ثابت کرتا ہی کہ جس کا آقا مین ہون اسکے آقا علی بھی ہین۔

اب بعون اللہ تعالیٰ ہم ثبوت مزید کے طور پر چند ایسی دلائل ساطعہ

پیش کرتا ہوں جسسے ناظرین پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ فقرہ "من کنت مولاہ" میں مولا کا صحیح مفہوم کیا ہے۔

دلیل اوّل چونکہ جناب رسالتمآب نے حدیث ما بہ البحث میں ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو مختص بمعنی محبت ہو اور یہ ارشاد نہیں کیا کہ جس کا میں محب ہوں علی بھی اسکے محب ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جسکا میں مولا ہوں علی بھی اسکے مولا ہیں لہذا جن معانی میں جناب رسالتمآب ہر مومن اور مومنہ کے مولا تھے انہیں کل معانی میں حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مولا قرار پائے چنانچہ

صـ ۸۱

حضرت شاہ علی حسن صاحب جائسی فرماتے ہیں کہ

علی مولا بآن معنی کہ پیغمبر بود مولا ۔۔۔ چرا در معنی من کنت مولا میزنی ہر سو

پس اگر ہمارے دوست جناب رسالت مآب کو ہر مومن اور مومنہ کا مالک آقا ناصر ولی امر اور محبوب سمجھتے ہیں تو اُن کو ماننا پڑے گا کہ حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مالک۔ آقا۔ ولی امر۔ ناصر اور محبوب ہیں والا فلا

دلیل دوم اکثر حفاظ حدیث نے فرمایا ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کثیر الطرق ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے بسند صحیح و حسن مروی ہو کر حد تواتر کو پہونچی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ

ھو کثیر الطرق جدا و کثیر من اسانیدھا صحاح وحسان

(یعنی) یہ حدیث کثیر الطرق ہے اور اس کی اکثر اسناد صحیح و حسن ہیں

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ

رواہ ثلاثون صحابیا (یعنے) حدیث موصوف کو تیس صحابیون نے روایت کیا ہے۔

اور جمع الجوامع سیوطی مین ہے کہ

حدیث متواتر (یعنے) یہ حدیث متواتر ہے اور مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری مین ہے کہ

وبعض الحفاظ عدہ متواترا (یعنے) بعض حفاظ حدیث نے اس حدیث کو احادیث متواترہ مین شمار کیا ہے۔

اور سیف المسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی مین ہے کہ

این حدیث بدرجہ صحت بلکہ بدرجۂ تواتر رسیدہ (یعنے) یہ حدیث درجہ صحت بلکہ درجۂ تواتر کو پہونچی ہے۔

اور اسنی المطالب شمس الدین محمد جزری مین ہے کہ

صحیح من وجوہ کثیرۃ × وھو متواتر عن النبی صلعم رواہ الجم الغفیر من الصحابۃ (یعنی) یہ حدیث وجوہ کثیرہ کے رو سے صحیح ہے اور صحابہ کی جماعت کثیرہ نے اسکو رسول اللہ سے روایت کر کے درجۂ تواتر کو پہونچایا ہے۔

پس جبکہ حسب افادہ علمائے کرام ثابت ہوا کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ "حدیث لانرث ولا نورث کی طرح" اخبار احاد سے نہین ہے بلکہ

بسند صحیح وطرق کثیر صحابہ کے جم غفیر سے مروی ہو کر حد تواتر کو پہونچ گئی ہو تو ظاہر
ہو کہ کوئی حدیث بلا وجہ مشہور و متواتر نہین ہوتی بلکہ حدیث کا اہم مقصود ہی
اسکی شہرت و تواتر کا باعث ہوتا ہو لہذا جائے غور ہے کہ کیا حدیث من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کا مقصود اہم یہی ہو سکتا ہو کہ جس کا مین دوست ہون
اس کے علی بھی دوست ہین اور کیا اسی مقصود بے سود کی بنیاد پر اس حدیث کو
جم غفیر صحابہ نے روایت کر کے حد تواتر کو پہونچایا ہو لا واللہ بلکہ حدیث موصوف
کا صحیح اور صاف مفہوم یہی ہو کہ جس کا مالک و ولی امر مین ہون اس کے
مالک و ولی امر علی بھی ہین۔

دلیل سوم (جسکو خدا ساز دلیل کہنا چاہیے) یہ ہو کہ جناب رسالت مآب نے
آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر غدیر خم مین حضرت علیؑ کو
مولائے مومنین کا منصب کرامت فرمایا یعنی جب بذریعہ آیہ موصوفہ یہ
فرمان ایزدی صادر ہوا کہ ”اے رسول اس حکم کو پہونچا دو جو تمہارے رب نے
تم پر نازل کیا ہو اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا
نہ کی“ تب جناب رسول خدا نے اہتمام تبلیغ کے ساتھ لوگون کو مجتمع کر کے ایک
عظیم الشان خطبہ ارشاد کیا اور ان سے اپنے اولی بتصرف و مولے
ہونے کا اقرار کرا کے یہ اعلان فرمایا کہ جس کا مولی مین ہون اسکے مولی
علیؑ ہین۔

پس جائے تامل ہے کہ جس امر اہم کی تبلیغ کے لیے خدا بے عزیمہ اپنے حبیب سے تاکید کے ساتھ یہ ارشاد کرے کہ اگر تم نے اس امر کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور جناب رسالت مآب اسکی تعمیل میں ایک بلیغ خطبہ ارشاد کر کے یہ اعلان فرمائیں کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو کیا اس اہم ترین اعلان کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ جس کا دوست میں ہوں اسکے دوست علی ہیں۔ بخدا ہرگز نہیں۔ بلکہ صریحاً اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کا مالک اور ولی امر میں ہوں۔ اسکے مالک اور ولی امر علی ہیں (انتہے)

میں اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جمہوریت پسند صحاب آیۂ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کا بمقام غدیر خم نازل ہونا تسلیم نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ آیۂ موصوفہ شروع زمانہ بعثت میں نازل ہوا ہے اور خدا نے اس آیت کے آخر میں واللہ یعصمک من الناس[۱] اسی لیے فرمایا کہ آنحضرت یہود و نصاریٰ کے شر سے بیخوف ہو کر امر تبلیغ میں مشغول ہوں لیکن ہمارے احباب کی یہ توجیہ کیک دحقیقت تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے اس لیے کہ **اولاً** تو بر بنائے روایات صحیحہ متذکرہ سابق ثابت ہے کہ آیۂ موصوفہ کا نزول بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کی شان میں ہوا نیز عبداللہ بن مسعود کی روایت سے تو یہانتک ثابت ہوتا ہے کہ حضو

---

[۱] وضمہا واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا نزلت فی السفر کما لا تخ

رسول عہد رسول میں آیۂ مذکورہ کو یوں پڑھتے تھے کہ

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین (یعنی) اے رسول اپنے رب کے اس حکم کو پہونچا دو کہ علی کل مومنین کا مولا ہے۔

ثانیاً یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں مبعوث برسالت ہوئے اور سورۂ مائدہ جس میں آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک واقع ہی مدینے میں نازل ہوا چنانچہ فتح القدیر شوکانی میں ضمرہ بن حلیب اور عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم المائدۃ من اٰخر القراٰن تنزیلا (یعنی) جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ ازروے تنزیل آخر قرآن سے ہے۔

نیز تفسیر درمنثور سیوطی میں بروایت مسند احمد حنبل ومستدرک حاکم حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

انھا اٰخر سورۃ نزلت (یعنی) سورۂ مائدہ ازروے تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر میں ہے کہ۔

والصحیح ان ھذہ الاٰیۃ (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک) مدنیۃ بل ھی من اواخر ما نزل بھا (یعنی)

تصحیح یہ ہے کہ آیہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک

مدنی بلکہ قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

پس جبکہ سورۂ مائدہ قرآن کی آخری سورت اور آیہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک قرآن کی آخری آیات سے ہے تو ہمارے احباب کا یہ فرمانا کہ آیہ موصوفہ کا نزول ابتدائے زمانہ بعثت میں ہوا قطعاً خلاف درایت اور مطلقاً ٹکسال باہر ہے۔

ثالثاً آیۂ موصوفہ میں کلمہ واللہ یعصمک من الناس کے یہ معنی ہر گز نہیں ہو سکتے کہ (اے رسول) خدا تم کو یہود و نصاریٰ کے شر سے محفوظ رکھے گا بلکہ صحیح معنی یہ ہیں کہ (اے رسول) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے وقت حضرت علی کے مولائے مومنین ہونیکی آتش مخالفت لوگوں کے دلوں میں مشتعل ہو گئی تھی لیکن خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے حبیب کو مخالفین کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھا چنانچہ علامہ محمدؐ بن سالم حفنی شافعی حاشیہ جامع صغیر سیوطی میں بسلسلہ ذکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں کہ

لہ کتاب سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے کہ محمد بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالیٰ قطب وقتہ × × ولد بحفنة قریة من قری مصر × × واشتغل بالعلم من به من الفضلاء کمحمد بن عبد اللہ السجلاسی و عبد اللہ بن علی الشمرسی و مصطفی بن احمد العزیزی والشمس محمد بن ابراہیم الزیادی الملقب بعبد العزیز و علی بن المصطفی السیواسی الحنفی × × والف التالیف النافعة۔

ولما سمع ذلك بعض الصحابۃ قال اما یکفی رسول اللہ
ان ناتی بالشھادۃ واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ حتیٰ
یرفع علینا ابن ابی طالب فھل ھذا من عندک ام من
عند اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من
عند اللہ و ھو دلیل علی عظم فضل علی (یعنی)
خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کو سُن کر بعض صحابہ نے
جناب رسالت مآب سے کہا کہ کیا ہم لوگوں کا کلمۂ شہادت
ادا کرنا اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا پابند ہونا کافی نہیں ہے جو
اب ہم پر ابو طالب کے بیٹے کو بلندی اور فضیلت دی جاتی ہے
پس آیا یہ امر تمھاری جانب سے ہے یا خدا کی جانب سے
رسول مقبول نے فرمایا کہ واللہ یہ امر خدا کی جانب سے ہے
(علامہ حنفی فرماتے ہیں کہ) اور یہ واقعہ علیؑ کی عظیم فضیلت پر
دال ہے۔

رابعاً آیۂ موصوفہ میں پروردگار عالم کا اپنے رسول سے یہ فرمانا کہ اگر تم نے
اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی" صاف طور پر
ظاہر کرتا ہے کہ رسول مقبول تبلیغ رسالت کے کام کو تقریباً انجام دے چکے تھے
نیز یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جس حکم کے پہونچانے کا خدا نے آیۂ موصوفہ میں حکم دیا وہ
ایسی اہمیت رکھتا تھا جسکے پہونچائے بغیر تبلیغ رسالت نامکمل تھی (انتہیٰ)

دلیل چہارم مخفی نہ رہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ایک ایسے عظیم الشان اور بہدایت نشان خطبے کا جزو ہے جسکے مضامین عالیہ کو محدثین نے باسناد صحیحہ متعدد طرق سے روایت کیا ہے چنانچہ تاریخ ابن کثیر دمشقی مین براء بن عازب سے مروی ہے کہ

نزلنا مع رسول اللہ صلعم عند غدیر خم فبعث منادیا ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی بکم من اٰباءکم قلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال الست الست قلنا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فان علیا بعدی مولاہ (یعنی) ہم لوگ رسول خدا کے ساتھ غدیر خم مین وارد ہوے تو آنحضرتؐ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگون کو ندا کرے چنانچہ جب ہم سب مجتمع ہوے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا مین تم لوگون کے لیے تمھارے آبا سے اولے نہین ہون۔ ہم سب نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے آبا سے اولیٰ ہین۔ پھر آنحضرتؐ نے مکرر ارشاد کیا کہ کیا مین تمھارے لیے تمھارے آبا سے اولی نہین ہون۔ ہم سب نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے لیے ہمارے آبا سے اولیٰ ہین تب آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق جس کا مین مولا ہون اس کا مولا میرے بعد علیؑ ہے۔

پس اس حدیث سے دو مفید باتین مستفاد ہوتی ہین ۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کا اپنی اولویت کا اقرار کرا کے من کنت مولاہ ارشاد کرنا واضح طور پر ثابت کرتا ہو کہ جس حیثیت سے آنحضرت صلعم نے اپنے مولا ہونے کا اظہار فرمایا ہے وہ بمعنی محبت نہین ہے بلکہ بمعنی اولویت ہے ۔ دوسری یہ کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ جس کا مین مولا ہون میرے بعد علیؑ اس کا مولا ہو یہ بے تکے معنی نہین ظاہر کرتا کہ جس کا مین دوست مین میرے بعد علیؑ اسکے دوست ہین (اور میری زندگی مین اسکے دشمن ہین) بلکہ صاف طور سے یہ معنی ثابت کرتا ہو کہ جسکا مالک اور آقا مین ہون اسکے آقا اور مالک میرے بعد علی ہین ۔

نیز صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلعم خطب بغدیر خم تحت شجرات فقال ایہا الناس انہ قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشہد انک قد بلغت وجہدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان نارہ حق وان الموت حق وان البعث حق بعد الموت وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور

قالوا بلی نشهد بذلک قال اللهم اشهد ثم قال یا

ایها الناس ان الله مولای وانا مولی المومنین وانا

اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فهذا مولاه

یعنی علیا (یعنی) جناب رسول خدا نے بمقام غدیر خم درختون کے نیچے

خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی

ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ

مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے میری طلبی

ہوگی جسے مین قبول کرون گا (سُنو) وہان مجھ سے سوال کیا

جائے گا اور تم لوگون سے بھی۔ پس تم کیا کہو گے۔ سب نے

کہا کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہین اور دین گے کہ آپ نے احکام

الٰہی کو کما حقہ پہونچایا اور حق کوشش ونصیحت کو بخوبی

ادا فرمایا۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اس بات کی

گواہی نہین دیتے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین۔ محمدؐ اس کا

بندہ اور رسول ہے۔ جنّت اور نار حق ہین۔ موت اور بعث

بعد الموت حق ہے۔ قیامت کے آنے مین کچھ شبہ نہین ہے

اور خدا ان سب کو جو قبور مین ہین زندہ فرمائے گا سب نے

کہا بیشک ہم ان تمام باتون کا اقرار کرتے ہین یہ سُن کر

رسول مقبول نے فرمایا کہ بار الہٰا تو شاہد رہ پھر ارشاد کیا کہ
ایها الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا مولا
اور اُن کے لیے اُن کے نفوس سے اولیٰ ہوں پس جس کا میں
مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔

اور خصائص نسائی میں بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے مروی ہے کہ
لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم
امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت و
انی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ
وعترتی اهلبیتی فان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی
فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا
علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن
ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فهذا
ولیہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ قال
من کان فی الدوحات احد الا راٰہ بعینیہ وسمعہ
باذنیہ (وفی حدیث آخر) قال لا تشک انا سمعتہ من
رسول اللہ صلعم و عن سعد قال کنا مع رسول اللہ صلعم
لطریق مکۃ فلما بلغ غدیر خم وقف للناس ثم رد من
تبعہ ولحقہ من تخلف فما اجتمع الناس الیہ قال

ایہا الناس من ولیکم قالو اللہ ورسولہ ثلا ثاثم اخذ

بید علی فاقامہ ثم قال من کان اللہ ورسولہ ولیہ

فھذا ولیہ (یعنی) جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع

سے مراجعت کر کے مقام غدیر خم مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا

کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرتؐ نے اُسپر

رونق افروز ہو کر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون

اور مین نے حکم الٰہی کو قبول کیا ہے۔ اب مین تم مین دو عظیم چیزین

چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت اہلبیت

اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے

پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون سے تمسک کرنے مین کس طرح

عمل کرتے ہو اور یہ دونون جب تک میرے پاس حوض کوثر پر

وارد ہون ایک دوسرے سے جدا نہون گے۔ پھر آنحضرتؐ نے

ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالیٰ ہے اور مین کل مومنین کا

ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ (دیکھو)

جس کا ولی مین ہون اس کے ولی علی ہین۔ ابو الطفیل کہتے

ہین کہ جب مین نے یہ حدیث سُنی تو زید بن ارقم سے پوچھا

کہ کیا تم نے اسکو رسول خدا سے سُنا ہے۔ زید بن ارقم نے

کہا کہ ایک مین کیا جتنے لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے ان سب نے

آنحضرتؐ کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا

نیز دوسری روایت میں ہے کہ زید نے کہا تم شک نہ کرو میں نے اسکو رسول اللہ سے سُنا ہے اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کی گئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ ہمسفر تھے جب آنحضرتؐ غدیر خم میں پہونچے تو آپ نے لوگوں کو توقف کا حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس آئے اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ پہونچ گئے اور جب سب لوگ مجتمع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ فرما کر ارشاد کیا کہ ایہا الناس تمہارا ولی کون ہے" لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول۔ یہ سُنکر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ اور اسکا رسول جسکا ولی ہے علیؑ اس کا ولی ہے۔

پس حسب مضمون احادیث مذکورہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم میں پہونچ کر توقف کرنا پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار فرمانا۔ جو لوگ آگے نکل گئے تھے ان کو لوٹا کر منبر تیار کرانا اور اس منبر پر رونق افروز ہو کر اوّلاً اپنے قرب وفات کی خبر دینا بعد ازاں بحیثیت ختم تبلیغ حضار جلسہ سے توحید و رسالت و قیامت و بعث بعد الموت و ثواب و عقاب کے حق ہونے کا اقرار کرا کے یہ فرمانا کہ

مین تمھاری ہدایت کے لیے تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی عترت اہلبیت جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہونگے اگر تم میرے بعد ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے پس دیکھو کہ ان دونون سے تمسک کرنے مین تم لوگ میری نصیحت پر کس طرح عمل کرتے ہو۔ اسکے بعد آنحضرتؐ کا حاضرین سے اپنے اولی بتصرف و مولائے مومنین ہونے کی شہادت لینا اور حضرت علیؑ کو سب کے سامنے بلند فرماکر یہ ارشاد کرنا کہ "ایہا الناس جس کا مولا مین ہون اس کا مولا علیؑ ہے" ہرگز ان معانی کا مصداق نہین ہوسکتا کہ جس کا دوست مین ہون اسکے دوست علیؑ ہین بلکہ قطعیت کے ساتھ یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا آقا اور ولی امر مین ہون اسکے آقا اور ولی امر علیؑ ہین۔

دلیل پنجم - حدیث مسبوق الذکر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب ابوالطفیل نے خطبہ غدیر خم اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا حال سُنا تو اسکی عظمت پر نظر کرکے زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوے سُنا ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ تم اس مین ذرا بھی شک نہ کرو ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے سب نے آنحضرتؐ کو یہ ارشاد کرتے ہوے اپنی آنکھون سے دیکھا اور کانون سے سُنا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کا صحیح مفہوم یہی ہوتا کہ جس کا دوست مین ہون اسکے دوست علیؑ ہین تو یہ ایک ایسی معمولی بات تھی جس پر ابوالطفیل

متعجب ہوتے اور اسکو تحقیق طلب خیال نہ کرتے لیکن ان کا زید بن ارقم سے مِل کر بنظر استعجاب و استعظام اسکی تفتیش کرنا اور زید کا یہ کہنا کہ "تم اس مین شک نہ کرو ایک مین کیا جمیع حضار جلسہ نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے" صراحۃً حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جسکا آقا اور ولی امر مین ہون اس کے آقا اور ولی امر علیؑ ہین۔

دلیل ششم حسب روایات صحیحہ ثابت ہے کہ جب بمقام غدیر خم جناب رسالت مآب نے خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" ارشاد کیا تو اُسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے نزول اجلال فرما کر اکمال دین کا مژدہ سنایا چنانچہ حافظ ابو نعیم[1] نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ

ص ۶۵

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا الناس الی علی فی غدیر خم و امر بما تحت الشجرۃ من الشوک فقم و ذلک فی یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتی نظر الناس	جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے بروز پنجشنبہ غدیر خم مین پہونچکر لوگون کو ولایت مرتضوی کی طرف دعوت فرمائی اور حکم دیا کہ درختون کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کیئے جائین بعد ازان

[1] وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ الحافظ ابو نعیم احمد بن حافظ عبد اللہ بن احمد بن اسحق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی الحافظ المشہور صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء کان من اعلام المحدثین و اکابر الحفاظ الثقات اخذوا عنہ و انتفعوا بہ الخ۔

بیاض ابطیٰ رسول اللہ ثم لم	حاضرین جلسہ کے روبرو حضرت علیؑ کے
یفترقوا حتیٰ نزلت ھذہ الآیۃ	دونو بازو پکڑ کر انھین اسقدر بلند کیا کہ
الیوم اکملت لکم دینکم	لوگون نے رسول خدا کی بغلون کی صباحت
واتممت علیکم نعمتی	مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہوے
ورضیت لکم الاسلام دینا	تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و
فقال رسول اللہ اللہ اکبر	اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
علی اکمال الدین واتمام النعمۃ	نازل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اکمال دین
ورضی الرب برسالتی	اور اتمام نعمت پر تکبیر کہی نیز اس امر پر کہ
وبالولایۃ لعلی من	خدائے عزاسمہ انکی رسالت اور انکے بعد
بعدی۔	علی کی ولایت سے راضی ہوا۔

اور مناقب ابن[۱] المغازلی مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ

من صام ثمانیۃ عشرۃ من	جس نے اٹھارھوین ذی الحجہ کو روزہ رکھا
ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین	اسکے لیے دو مہینون کے روزے کا ثواب
شھرا وھو یوم غدیر خم لما اخذ النبی	لکھا گیا اور وہ دن غدیر خم کا ہی جبکہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابیطالب	نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد کیا کہ
فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم	کیا مین مومنین کے لیے انکے نفوس سے اولی

[۱] کتاب انساب سمعانی مین ہے کہ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اھل واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط وحدیثھم وکان حریصا علی سماع الحدیث وطلبہ

قالوا بلی یا رسول اللہ قال — ہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ بیشک آپ

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — بہر عنوان ہم سے اولی ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا

فانزل اللہ تعالی الیوم اکملت — کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولی ہے

لکم دینکم و اتممت — پس نازل فرمایا خدا نے آیہ الیوم اکملت

علیکم نعمتی و رضیت — لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و

لکم الاسلام دینا۔ — رضیت لکم الاسلام دینا۔

ص ۴۷

اور تاریخ ابن[1] واضح یعقوبی میں ہے کہ

وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم — تحقیق ذکر کیا گیا ہے کہ حسب روایت

اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم — صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول خدا پر جو آیت

نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا — سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ الیوم اکملت

وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ — لکم دینکم ہے اور اس آیت کا

وکان نزولھا فی امیر المومنین — نزول درباب امیر المومنین علی بن ابیطالب

علی ابن ابیطالب بغدیر خم — غدیر خم میں ہوا۔

پس جبکہ بربنائے روایات صحیحہ و افادات حفاظ حدیث مستفاد ہوا کہ خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے

[1] مولوی شبلی صاحب نعمانی الفاروق میں لکھتے ہیں کہ ابن واضح تیسری صدی کا مورخ اور بڑے پایہ کا مصنف ہے"، چونکہ دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلیے تاریخ کا اچھا سرمایہ ہم پہونچا سکا اسکی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ میں بمقام لیڈن چھاپی گئی۔

مژدہ اکمال دین و اتمام نعمت پہونچایا اور رسول کریم نے اپنی رسالت کے ساتھ علی کی ولایت کو خوشنودی خدائے علیم قرار دی تو صریحی اور بدیہی طور پر "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے یہی معنی ثابت ہوئے کہ جسکے آقا اور ولی امر نبی باصفا ہیں اسکے آقا اور ولی امر علی مرتضیٰ ہیں۔

مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین ولایت مرتضوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہین کہ آیہ موصوفہ بروز عرفہ حجۃ الوداع نازل ہوا لیکن اولا تو ان کا یہ قول بربنائے روایت مسلم نہیں ہو سکتا جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب واضح ہوگا ثانیا اگر محض بربنائے روایت تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے ان روایات کو کچھ گزند نہیں پہونچتا جو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم ثابت کرتی ہین اسلیے کہ جن آیات کی شان نزول میں اختلافی روایتیں وارد ہوئی ہین علمائے تفسیر نے ان کا مکرر نازل ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ کتاب الاتقان سیوطی مین ہے کہ

صرح جماعۃ من المتقدمین والمتاخرین بان من القرآن ما تکرر نزولہ (یعنے) مفسرین متقدمین و متاخرین کی ایک جماعت نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ قرآن کی آیتوں مین سے ایسی آیتین بھی ہین جو دوبارہ نازل ہوئی ہین۔

اور جبکہ علمائے مفسرین نے اکثر آیات قرآنیہ کے تکرر نزول کا اعتراف کیا ہے

تو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مکرر نازل ہونا بھی مستبعد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں فرماتے ہیں۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الآیۃ نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم مرتین مرۃ بمکۃ ومرۃ بالمدینۃ

(یعنی) روایت حبشون اس احتمال پر مبنی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دوبار نازل ہوا ایک بار بروز عرفہ اور ایک بار بروز غدیر خم جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نزول دوبار ہوا ایکبار مکے میں اور ایکبار مدینے میں (انتہیٰ)

اب میں اس قول ارجح کی تائید میں کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم نازل ہوا یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ قول مذکو صرف بربنائے روایت ہی مسلم نہیں بلکہ درایۃً بھی مستند ہے اور اس میں شک نہیں کہ کسی واقعے کے متعلق کوئی صحیح الاسناد سے زیادہ صحیح الاسناد روایت بھی اگر خلاف درایت ہو تو قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ مثلاً صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث میں ہی کہ جناب رسالت مآب کو قبل نبوت معراج ہوئی تو اگرچہ باعتبار اسناد یہ حدیث صحیح ہو لیکن باعتبار درایت مطلقاً غلط مانی جاتی ہے اسلیے کہ معراج کا واقعہ بالاتفاق بعد نبوت ہوا۔ چنانچہ محدث نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

قوله وذلك قبل ان یوحی الیه وهو غلط فان الاسراء اقل ماقیل فیه انه کان بعد مبعث بخمسة عشر شهرا

(یعنے) نبوت سے پہلے معراج ہونے کی حدیث بالکل غلط ہے اسلیے کہ بتحقیق زمانہ بعثت سے کم از کم پندرہ مہینے کے بعد آنحضرت کو معراج ہوئی ہے۔

پس چونکہ درایت کو من وجہ الاستقراء روایت پر تقدم ہی لہذا بوجوہ مصرحہ ذیل یہی قول مسلم ہوگا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم نازل ہوا۔

اولاً یہ کہ سورۂ مائدہ بزمانۂ حجۃ الوداع مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نازل ہوا چنانچہ تفسیر کبیر ابن جریر مین ربیع بن انس سے اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی مین محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ۔

نزلت سورة المائدة علی رسول الله صلعم فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة (یعنے) سورۂ مائدہ جناب رسول خدا پر زمانہ حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور چونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی سورہ کی ایک آیت ہے لہذا ماننا پڑیگا کہ آیہ مذکورہ کا نزول بھی بمقام عرفات نہین ہوا بلکہ بمقام غدیر خم ہوا اسلیے کہ جبل عرفات کا پتہ کسی محدث و مورخ نے مابین مکہ و مدینہ بیان نہین کیا بخلاف اسکے غدیر خم کو جمیع محدثین و مورخین نے بالاتفاق مابین

مکہ و مدینہ بتایا ہے مثلاً معجم البلدان یاقوت حموی مین ہے کہ

وغدیر خم بین مکۃ والمدینۃ (یعنے) غدیر خم مابین مکہ و مدینہ

واقع ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ

قام رسول اللہ صلعم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خُماً

بین مکۃ والمدینۃ (یعنے) ایک دن جناب رسول خدا

خطبہ پڑھنے کو بمقام غدیر خم کھڑے ہوے جو مابین مکہ و مدینہ

واقع ہے۔

ثانیاً جبکہ بربنائے روایات صحیحہ یہ ثابت ہے کہ بروز غدیر خم آیہ

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر جناب رسالتمآب نے

ایک ایسا جامع البیان خطبہ ارشاد فرمایا جو تبلیغی اتمام حجت مین عرفے کے

خطبے سے بالاتر ہے اور جس مین آنحضرت نے تکمیل تبلیغ کی حیثیت سے

اپنے قرب وفات کی خبر دے کر توحید و رسالت و قیامت و ثواب و عقاب کا

لوگون سے اقرار کرایا اور ارشاد کیا کہ مین تمھاری ہدایت کو تم مین دو چیزین

چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک

کرتے رہوگے تو گمراہ نہوگے بعد ازان حاضرین سے اپنے اولی بتصرف و

مولائے مومنین ہونے کی گواہی لے کر حضرت علی کو بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا

مولا مین ہون اسکا مولا علی ہے۔ تو اب کوئی متوسط الفہم شخص بھی یہ تسلیم

نہین کرسکتا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول اس واقعے سے پہلے ہوا ہو اسلیے کہ بعد نزول آیہ موصوفہ اس آیت کا نازل ہونا محال ہے کہ

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته (یعنی) اے رسول اس حکم کو پہونچا دو جو تمھاری جانب نازل کیا گیا ہے اور اگر تم نے اسکو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔ صہ ۲۷

پس صریحاً ثابت ہوا کہ جناب رسول مقبول نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك کی تعمیل مین بمقام غدیر خم جو خطبہ ارشاد کیا اسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ہوا اور اس سے پہلے نازل ہونیکی روایت مطلقاً خلاف درایت ہے۔

دلیل ہفتم یہ ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے متعلق جو روایتین وارد ہوئی ہین ان سب مین یوم غدیر خم کے الفاظ ہین اور اہل علم سے پوشیدہ نہین کہ لفظ یوم کا کسی مقام کے نام سے مضاف ہونا واقعے کی خبر دیتا ہے مثلاً یوم بدر و یوم احد و یوم حنین کے معنی یہ ہوے کہ بروز واقعہ بدر و بروز واقعہ احد و بروز واقعہ حنین پس علی ہذا القیاس یوم غدیر خم کا مفہوم بھی یہی ہوا کہ بروز واقعہ غدیر خم اور چونکہ واقعہ غدیر خم مختصہ خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے تعلق رکھتا ہی لہذا حدیث موصوف مین لفظ مولا پر آقا اور ولی امر ہی کے معنی صادق آتے ہین دوست کے خانہ ساز معنی ہرگز واقعے کے اہمیت

ظاہر نہیں کرتے۔

دلیل ہشتم جبکہ احادیث متذکرۃ الصدر سے ظاہر ہو کہ جناب رسول خدا نے خطبۂ غدیر خم میں اولاً آیہ النبی اولی بالمومنین من انفسھم کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر مستدل فرما کر لوگوں سے باین الفاظ شہادت لی ہو کہ الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم بعد ازان فوراً یہ ارشاد کیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنے جسکا مولا مین ہون اسکے مولا علی ہین) تو صراحۃ اس حدیث مین مولا کے معنی اولی تبصرف ثابت ہوتے ہین۔

دلیل نہم یہ ہے کہ خود حضرت علی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر حجت قرار دے کر اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل وغیرہ مین زید بن ارقم و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

استشھد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ عشر رجلا فشھدوا (یعنی حضرت علی نے لوگوں کو قسم دلا کر فرمایا کہ تم مین سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہوئے سنا وہ گواہی دے چنانچہ سولہ آدمیون نے گواہی دی کہ انھون نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ہے

پس (بعد وفات جناب رسول خدا) حضرت علی کا خطبہ غدیر خم کو اپنے حق مین احتجاجاً پیش کر کے اصحاب رسول کو قسم دلانا کہ "تم مین سے جس نے بمقام غدیر خم آنحضرت کی زبان مبارک سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ سنا ہو وہ گواہی دے قطعاً مولا کے معنی اولیٰ تصرف ثابت کرتا ہے۔

دلیل دہم یہ ہے کہ بعد وفات جناب سرورِ کائنات حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے ولی امر خلافت ہونے پر مستدل کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ شمس الدین محمد جزری صاحب حصن حصین نے کتاب اسنی المطالب مین بسلسلہ ذکر حدیث غدیر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے یون روایت کیا ہے کہ

عن فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم و رضی عنها قالت انسیتم قول رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه وقوله صلی الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ (یعنی) حضرت فاطمہ نے لوگون سے فرمایا کہ کیا تم رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ بھول گئے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم مین ارشاد کیا تھا اور جناب رسول مقبول کا یہ قول بھی فراموش

کر گئے کہ علی مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہین موسیٰ سے۔

پس بعد وفات سرور کائنات جناب سیدہ کا لوگون سے بطور احتجاج یہ فرمانا کہ کیا تم رسول اللہ کے قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بھول گئے جسے آنحضرت نے بروز غدیر خم ارشاد کیا تھا" اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین لفظ مولا کے معنی آقا اور ولی امر خلافت ہین۔

دلیل یازدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست حق پرست سے حضرت علی کے سر مبارک پر عمامہ باندھا چنانچہ اکثر کتب صحیحہ مین اسکے شواہد موجود ہین از انجملہ ریاض النضرہ[1] فی فضائل العشرہ مولفہ محب الدین طبری مین ہے کہ

عن عبد الاعلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبہ من خلفہ

(یعنی) عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا نے حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب لٹکا دیا۔

اور مسند ابو داؤد طیالسی مین ہے کہ

---

[1] کشف الظنون مین ہے کہ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی ۶۹۴ھ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سدلھا خلفی (یعنی) حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ باندھا اور پلو کو پشت کی طرف لٹکا دیا۔

اور مسند ابن ابی شیبہ و دلائل النبوۃ بیہقی مین ہے کہ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سدل طرفیھا علی منکبی یعنی حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ باندھا اور عمامے کے دونون کنارے دوش کی جانب ڈال دیے۔

پس کیا مین اپنے دوستون سے دریافت کرسکتا ہون کہ جناب رسالتمآب نے بروز غدیر خم خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تقریب مین رسم دستار بندی کس حیثیت سے ادا فرمائی تھی۔ کیا اسی حیثیت سے کہ جسکے دوست آنحضرت ہین اسکے دوست علی ہین" اور کیا اب بھی آفتاب پر خاک ڈالنے والے حضرات یہ تسلیم نہ کرینگے کہ تقریب غدیر خم کی رسم دستار بندی خاصتہً ولیعہدِ خلافت کی حیثیت سے ادا فرمائی گئی تھی۔ خدا ہمارے دوستون کو حمیت جاہلیت سے بچائے اور توفیق تدیّن عطا فرمائے۔

دلیل دوازدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

صحابہ ازواج رسول نے حضرت علی کو مولائے مومنین ہونیکی مبارکباد دی

چنانچہ مسند احمد حنبل و مشکوٰۃ و دیگر کتب معتبرہ مین مروی ہے کہ

فَلَقِیَہٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا لَکَ یَا اِبْنَ اَبِیْ طَالِب

اَصْبَحْتَ وَ اَمْسَیْتَ مَوْلیٰ کُلِّ مُؤمِنٍ وَ مُؤمِنَۃٍ یعنے بعد

خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت عمر بن الخطاب

نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ اے ابو طالب کے بیٹے تم کو

مبارک ہو کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

ص ۷۷

نیز کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ

بیشتر اصحاب حتی کہ امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت

بجا آوردند (یعنے) بروز غدیر خم اکثر اصحاب حتے کہ

امہات المومنین نے حضرت علی کو مولائے مومنین ہونے کی

مبارکباد دی۔

پس بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ صحابہ رسول بالخصوص

جناب عمر بن الخطاب کا حضرت علی کی خدمت مین مولائے مومنین ہونیکی

مبارکباد پیش کرنا اور یہ فرمانا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے ہرگز

یہ بے تکے معنے ظاہر نہین کرتا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے دوست ہوئے

بلکہ صریحاً آقا اور ولی امر کے معنے ثابت کرتا ہے۔

دلیل سیزدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم حسان بن ثابت شاعر نبوی نے

حضرت علی کے مولاے مومنین ہونے کی تہنیت مین قصیدہ پڑھا جو کہ تذکرۂ خواص الامہ سبط[1] ابن جوزی و رسالہ ازہار علامہ سیوطی[2] سے ذیل مین نقل کیا جاتا ہے۔

یناديهم يوم غدير نبيهم بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم پس سن تو قابل سماعت ہی آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولیٰ کم و ولیکم فقالوا و لم یبدوا هناك التعامیا

درانحالیکہ آنحضرت نے لوگون سے استفسار فرمایا کہ تمھارا ولی اور مولا کون ہے

الهك مولانا و انت ولینا ومالك منا فی الولایة عاصیا

چنانچہ سب نے (جو نا واقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہین اور ہم مین سے کوئی شخص درباب ولایت آپکا نافرمانبردار نہین ہے

فقال له قم یا علی فاننی رضیتك من بعدی اماما وهادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ مین نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

---

[1] مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مین لکھتے ہین کہ یوسف بن قزعلی سبط الحافظ ابن الجوزی × ولد سنة ۵۸۱ ببغداد و تفقہ و برع و سمع من جدہ ابن الجوزی وکان فی صغرہ حنبلیا + فصار حنفیا وکان عالما فقیہا واعظا + اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص الامہ فی ذکر مناقب الائمہ۔

[2] کشف الظنون مین ہے الازهار فیما عقدہ الشعراء من الآثار رسالۃ لجلال الدین سیوطی

فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ فکونوا لہ اتباع صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا میں مولا ہون علی اسکا مولی ہو لہذا تم سب کو لازم ہو کہ علی کے سچے دوستدار و فرمانبردار

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لاتزال مؤید بروح القدس یعنی رسول مقبول

نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید رہے۔

پس حضرت علی کے مولائے مومنین ہونیکی تہنیت مین حسان بن ثابت کی قصیدہ خوانی اور اسمین حضرت علی کی خلافت متصلہ کا اظہار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حدیث مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌ مَولاہُ مین لفظ مولا کے معنی ولیعہد خلافت ہین۔

دلیل چہاردہم یہ ہو کہ حضرات صوفیائے کرام نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے آقا اور ولی امر خلافت ہونے پر مستدل فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار مثنوی مظہر حق مین فرماتے ہین۔

چون خدا گفت است در خم غدیر	یا رسول اللہ ز آیات منیر
ایہا الناس این بود الہام او	زان کہ از حق آمدہ پیغام او
گفت رو کن باخلائق این ندا	نیست این دم خود رسولم بر شما
ہرچہ حق گفت است من خود آن کنم	بر شما اسرار حق آسان کنم
چونکہ جبریل آمدہ بر من بگفت	من بگویم با شما راز نہفت
این چنین گفت است قہار جہان	حق و قیوم و خدائے غیب دان
مرتضی والی درین ملک من است	ہر کہ این سر را نداند دزمن است

مین اپنے پروردگار کا شکر و سپاس بجا لاتا ہون جس نے مجھے ذکر علیؑ کی توفیق کرامت فرمائی جو بمضمون حدیث ذِکرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ[1] عبادت الٰہی کا مصداق ہے اور اب اسی ارحم الراحمین سے دعا کرتا ہون کہ مجکو علیؑ کی زیارت کا شرف بھی عطا فرمائے کہ وہ بھی حسب مضمون حدیث "النظر الی علی عبادۃ"[2] خدائے عزوجل کی عبادت قرار دی گئی ہے۔

ص ۸۰

خاتمۃ الکتاب

واضح ہو کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے کہ میرے بعد اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہونگے چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یَکُونُ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً (یعنی) فرمایا جناب رسالتماب نے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ نیز کتاب مذکور مین جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ

---

[1] یہ حدیث کنوز الحقائق مناوی اور جامع صغیر سیوطی مین حضرت عائشہ سے مروی ہے

[2] یہ حدیث معجم کبیر طبرانی اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح ابوسعید خدری و عمران بن حصین و عبداللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے نیز اسکو شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تفسیر فتح العزیز مین بھی نقل فرمایا ہے۔ ص ۸۵

قال رسول اللہ صلعم یکون لھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفۃ

فیما لا یضرھم من خذلھم (یعنی) فرمایا جناب رسولخدا نے

کہ اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہون گے جنکو کسی کے چھوڑ دینے اور

نصرت نہ کرنے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔

اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم ان عدۃ الخلفاء بعدی عدۃ نقباء

موسیٰ (یعنی) فرمایا رسول مقبول نے کہ میرے بعد خلفا کی تعداد

وہی ہوگی جو نقبائے موسیٰ کی تھی (یعنی بارہ)

لیکن تعجب ہے اصحاب جمہوریت مآب سے کہ باوجود اس حدیث صحیح اور نص

صریح کے بھی وہ منصب امامت و خلافت کو منصوص نہین سمجھتے اور ائمہ اثنا عشر

علیہم السلام کی امامت و خلافت کے قائل نہین ہوتے اسپر طرہ یہ کہ حدیث موصوف

کے چھپانے کی راہ چارہ بند پاکر خلفائے اثنا عشر کی تعیین مین جو مضطربانہ طبع

آزمائی فرماتے ہین وہ لائق دید و قابل شنید ہے چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر

مین لکھتے ہین کہ

فالاثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ و معاویۃ و

ابنہ یزید و عبد الملک بن مروان و اولادہ الاربعۃ

(یزید و سلیمان و ھشام و ولید) و بینھم عمر بن عبد العزیز

(یعنی) حدیث رسول مین جن بارہ خلفا کی خبر دی گئی ہے وہ یہ ہین

ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید بن معاویہ۔ عبد الملک بن مروان۔ یزید بن عبد الملک۔ سلیمان بن عبد الملک۔ ہشام بن عبد الملک۔ ولید بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز[1]۔

الحق ہمارے دوستون کی ولائے اہلبیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انھون نے خلفائے اثنا عشر کی تعداد پوری کرنیکے لیے یزید بن معاویہ اور دوسرے فساق بنی امیہ تک کو مستحق خلافت نبویہ قرار دیا مگر بمقتضائے زیغ طبیعت ان ائمہ اہلبیت رسالت کو اس قابل نہ سمجھا جنکی خدا ساز تعداد بارہ ہے اور جن سے تمسک کرنیکی رسول مقبول نے ان الفاظ کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ

اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی اَھْلَ بَیْتِی فَاِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِی فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِی فِیْھِمَا وَاِنَّھُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ[2] (یعنے) ایہا الناس مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے پس دیکھو کہ میرے بعد قرآن و اہلبیت سے تمسک کرنے مین کیونکر میری وصیت پر عمل کرتے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن اور میرے

---

[1] خلفائے اثنا عشر کی یہی تفصیل قاضی عیاض نے فرمائی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسی تفصیل کو اصح و ارجح قرار دیتے ہین۔

[2] خصائص نسائی وغیرہ۔

اہلبیت قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔

نیز صواعق محرقہ مین بحوالہ طبقات ابن سعد مروی ہے کہ

فی کل خلف من امتی عدول من اہلبیتی ینفون عن ھذا الدین تحریف الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین الاوان ائمتکم وفدکم الی اللہ فانظروا من توفدون

(یعنی) میری امت مین میرے اہلبیت سے ہر زمانے مین عادلین ہونگے جو کہ میرے دین سے تحریف گمراہون کی اور بناوٹ جھوٹون کی اور تاویل جاہلون کی دفع کرین گے۔ خبردار ہو کہ امام تمھارے ایلچی ہین خدا کی طرف پس نظر کرو اور دیکھو کہ کس کو اپنا ایلچی کرتے ہو۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہدی ہین جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا (یعنی) کیا حاسدین حسد کرتے ہین لوگون کا اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم نے بہ تحقیق آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور بادشاہی عظیم عطا کی۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ

عن الباقر رضی اللہ عنہ انہ قال فی ھذہ الآیۃ نحن الناس واللہ

(یعنے) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ قسم بخدا اس آیت مین اشخاص محسودین سے ہم لوگ مراد ہین۔ علاوہ برین اگر یون بھی بنظر تامل دیکھا جائے تو اشخاص محسودین کی مثال مین آل ابراہیم کا ذکر خود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آیۂ موصوفہ آل محمد کی شان مین نازل ہوا جیساکہ درود مشہور وماثور مین بھی یہی مثال موجود ہے (یعنے)

اللھم صل علی محمّد وآل محمّد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہین جنکی نسبت خدا نے بعطائے خلعت عصمت و طہارت راسخون فی العلم کا درجہ عطا کیا ہے چنانچہ سورۂ آل عمران مین فرماتا ہے کہ وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (یعنے) نہین جانتا ہے کوئی شخص آیات قرآنیہ کی تاویل سوا خدا اور ان لوگون کے جنکو خدا نے علم مین راسخ فرمایا ہے اور جنکا قول ہے کہ ہم قرآن پر ایمان لائے ہین جو شروع سے آخر تک ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا۔

درمنثور سیوطی مین تحت تفسیر آیۂ مذکورہ ربیع سے مروی ہے کہ والراسخون فی العلم یعلمون تاویلہ ویقولون اٰمنا بہ

(یعنی) آیہ موصوفہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم مین راسخ ہین وہی آیات قرآنیہ کی تاویل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اسپر ایمان لائے۔ الخ

واخرج ابن عساکر وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی عن انس وابی امامۃ وواثلۃ بن الاسقع وابی الدرداء ان رسول اللہ صلعم سئل عن الراسخین فی العلم فقال من برت یمینہ وصدق لسانہ واستقام قلبہ ومن عف بطنہ وفرجہ فذلک من الراسخین فی العلم۔

واخرج ابن عساکر عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلعم سئل من الراسخین فی العلم قال من صدق حدیثہ وبر یمینہ وعف بطنہ وفرجہ فذالک الراسخون فی العلم۔

(یعنی) انس بن مالک وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول مقبول سے دریافت کیا گیا کہ راسخون فی العلم کون لوگ ہین۔ فرمایا وہ لوگ جنکی زبانین سچی۔ ہاتھ نیکی کرنے والے اور دل مستقیم ہین اور جنکا بطن اور فرج حرام سے محفوظ ہے۔

حضرات! یہی وہ ائمہ معصومین ہین جن مین سے ہر امام علوم نبوت کا حامل اور اس باب مین اپنے پیشرو امام کا وصی ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر فتح العزیز مین حدیث مَثَلُ اَهلبیتی فیکم مَثَلُ سفینۃ نوح کا ذکر کرتے ہوئے

ارشاد فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص حضرات اہلبیت علیہم السلام
باین مراتب فضیلت اینست کہ کشتی
حضرت نوح علیہ السلام صورت کمال
عملی آن جناب بود حضرات اہلبیت
را نیز حق تعالی صورت کمال عملی
جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود۔

حضرات اہلبیت کی تخصیص ان
مراتب فضیلت کے ساتھ یہ ہے کہ
جسطرح کشتی نوح انکے کمال عملی کی
صورت تھی اسیطرح اللہ تعالے نے
حضرات اہلبیت کو جناب ختم المرسلین کے
کمال علمی کی صورت قرار دیا۔

بعد ازان فرماتے ہین کہ

وکمال علمی آنجناب بدون مناسبت
شخص با آنجناب در قوائے روحیہ
در عصمت وحفظ وفتوت وسماحت متصور
نیست کہ در کسی جلوہ گر شود واین مناسبت
بدون ولادت وعلاقہ اصلیت وفرعیت
ممکن الحصول نیست پس این کمال را
با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ
است درین مجری جاری کردند وانرا
ہمین نام دادن رنگینند وہمین است معنی
امامت کہ یکے مرد دیگرے را از ایشان بآن

اور آنحضرت کا یہ کمال علمی کسی شخص مین
جلوہ گر نہین ہو سکتا جبتک کہ صفات عصمت
وحفظ وفتوت وسماحت مین اس شخص کو
آنحضرت کے ساتھ باعتبار قوائے
روحیہ مناسبت نہ ہو اور یہ مناسبت
بدون علاقہ اصلیت وفرعیت
ممکن نہین ہے پس کارکنان قضا وقدر نے
اس کمال نبوی کو مع جمیع شعب کے
مجرائے امامت مین جاری کیا اور یہی ہین
معنی امامت کے کہ ہر امام نے دوسرے

وصی ساخت

امام کو اس کمال نبوی کا وصی گردانا

حضرات! یہی وہ ائمہ ہین جنکی خوشخبری جناب مخبر صادق نے ہمکو کھلے ہوئے الفاظ مین دی ہی چنانچہ روضۃ الاحباب مین حضرت سلمان سے روایت ہے کہ

در آمدم بر رسول خدا صلعم و دیدم کہ امام حسین بر زانوئے مبارک نشستہ بود و پیغمبر علیہ السلام تقبیل عینین و دہان او اشتغال می نمود و می گفت تو سید ابن سیدی و پدر ساداتی و پدر نہ حجتی کہ نہم ایشان قائم خواہد بود۔

مین اکروز رسول مقبول کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اُسوقت امام حسینؑ جناب رسالتمآب کے زانوے مبارک پر بیٹھے ہوئی تھی اور آنحضرت اُنکے چشم و دہن کا بوسہ لیکر فرماتے تھے کہ تو سید ابن سید ہی اور سادات کا پدر ہی نیز نو اماموں کا پدر ہی جنکا نوان قائم ہوگا۔

و از عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہست کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ خلفا و اوصیائے من و حجج ایزد تعالیٰ بر خلق بعد از من دوازدہ خواہند بود "اولہم اخی و آخرہم ولدی" گفتند یا رسول اللہ کیست برادر تو فرمود کہ علی بن ابی ابیطالب گفتند کیست پسر تو قال المہدی الذی

اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا میرے خلفا اور اوصیا جو میرے بعد خلق پر خدا کی حجت ہونگے تعداد مین بارہ ہین جنکا اول میرا بھائی اور آخر میرا فرزند ہوگا۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکا وہ بھائی اور فرزند کون ہے فرمایا میرا وہ بھائی علی بن ابیطالب ہے اور میرا وہ فرزند مہدی ہوگا جو زمین

یملأ الارض قسطاً وعدلاً
کما ملئت جوراً وظلماً۔

تو انصاف و عدل سے اسیطرح پُر کردیگا
جسطرح وہ جور و ظلم سے بھر گئی ہوگی

واز جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ
مرویست کہ می گفت چون ایزد تعالےٰ
نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیت را کہ
یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
گفتم یا رسول اللہ می شناسم کہ خدائے
و رسول او را و اولوا الامر کیستند کہ خدائے
تعالیٰ اطاعت ایشان را قرین ساختہ
است با طاعت خود و اطاعت تو پس
گفت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم
خلفائی من بعدی اولھم علی بن ابیطالب
ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد
بن علی المعروف فی التوراتہ بالباقر
وستدرک یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأ
منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد

اور جابر بن عبداللہ انصاری سے
مروی ہے کہ جب آیہ یا ایھا الذین
آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول و اولی الامر منکم نازل
ہوا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین خدا اور رسول کو تو پہچانتا ہون لیکن
نہین جانتا کہ اولوا الامر کون ہین جنکی
اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے
رسول کی اطاعت سے مقرون فرمایا
ہے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ وہ میرے
خلفا ہین جن کا اول علی بن ابیطالب
ہے بعد ازان حسن پھر حسین پھر علی
بن حسین پھر محمد بن علی جنکا لقب توراۃ
مین باقر مذکور ہے اور جس سے تو اے
جابر ملیگا پس جب ملے تو اس سے میرا سلام

ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن
علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم
حجۃ اللہ فی ارضہ محمد بن الحسن
بن علی ذٰلک الذی یفتح اللہ عزّو
جلّ علیٰ یدیہ مشارق الارض
ومغاربھا۔

... پھر ان کے بعد جعفر بن محمد الصادق
ہوگا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن
موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر
حسن بن علی پھر حجۃ اللہ محمد بن الحسن
بن علی جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ زمین کے
مشارق ومغارب کو مفتوح فرمائیگا۔

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین من یومنا ھٰذا
الیٰ یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین